چمکتے ستارے

بچّوں کی نظمیں

حافظ کرناٹکی

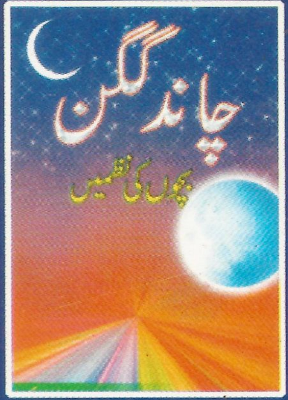

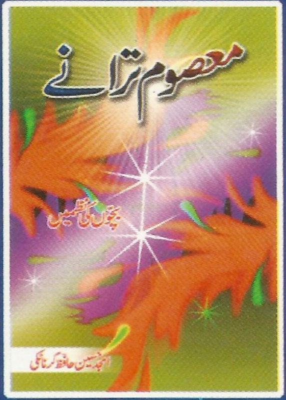

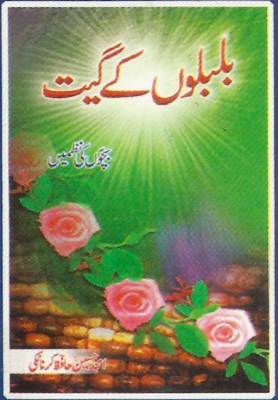

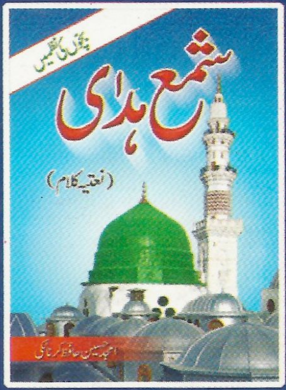

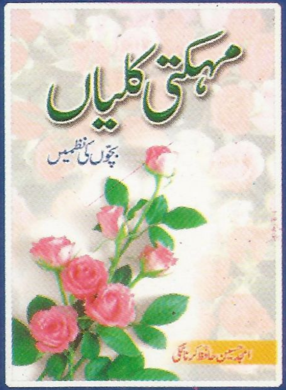

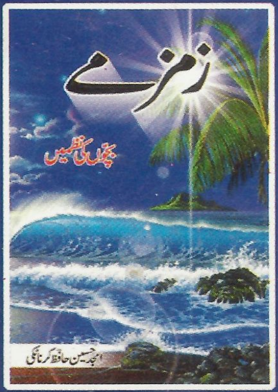

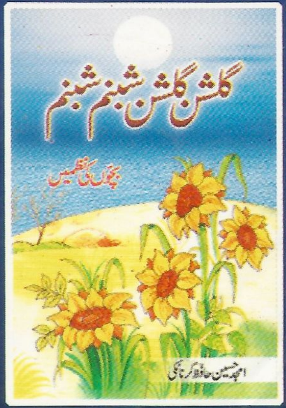

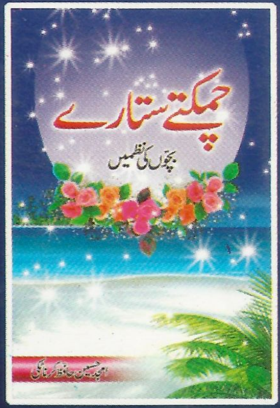

Rs. 40/-

فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

PUBLISHER & DISTRIBUTOR OF HOLY QUR'AN & ISLAMIC BOOKS

Sales Off.: 422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6. Ph.: 23256590, 23265406, Fax: 011-23279998

Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2. Ph.: 23289786, 23289159

E-mail: farid@ndf.vsnl.net.in · farid_export@hotmail.com · website: www.faridexport.com

چمکتے ستارے

(بچوں کے لیے)

5

حافظ کرناٹکی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	’’چمکتے ستارے‘‘ (بچوں کے لیے)
مصنف	:	حافظ کرناٹکی
صفحات	:	۸۳۱
طبعِ اوّل	:	فروری ۲۰۰۵ء
طبعِ دوم	:	جون ۲۰۱۰ء
طبعِ سوم	:	ستمبر ۲۰۱۶ء
بہ اہتمام	:	محمد ناصر خان

ملنے کا پتہ

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FAREED BOOK DEPOT(PVT)LTD

Corp. Off. 2158 M.P. Street, Pataudi House, Dariya Ganj, New Delhi-2
Phone : 23247075, 23289786, 23289159, Fax : 23279998 Res. : 23262486
e_mail : farid@ndf.vsnl.net.in farid_export@hotmail.com
Website : www.faridexport.com www.faridbook.com

عرضِ ناشر

بچوں کے شاعر حافظ کرناٹکی اب محتاجِ تعارف نہیں رہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے بے شمار نظمیں اور گیت لکھے ہیں۔

’’چمکتے ستارے‘‘ نظموں کا ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں حمدیہ، نعتیہ کلام کے ساتھ کل ۸۷ نظمیں ہیں۔ نیز شاعر نے آسان اور نئے لب و لہجے میں پہلی بار دو سے دس تک کے منظوم پہاڑے بھی شامل کتاب کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی متنوع موضوعات نے کتاب کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔ نظموں کا یہ حسین گلدستہ بچوں کے اردو نصاب میں بھی داخل کیا جا سکتا ہے۔

محمد ناصر خان

Printed at Farid Enterprises, Delhi-6

انتساب

ان پروانوں کے نام
جو اس شمع کے گرد منڈلائیں
اور
جل کر بھی راہ پالینے کے اشتیاق میں
اسے چومتے رہیں اور
گلے لگاتے رہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گفتنی

گذشتہ تخلیقات میں، میں نے عموماً درسی کتب میں شامل موضوعات سے متعلق ہی نظمیں لکھی ہیں اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ مجموعہ بھی ہے، جسے آپ پڑھ رہے ہیں، یعنی ''چمکتے ستارے''۔

''چمکتے ستارے'' دراصل ''زمزمے'' کا تکملہ ہے۔ چونکہ بعض موضوعات ذہنی دریچے میں روشن دان سے آنے والی سورج کی کرنوں میں رقص کرنے والے ذرّات کے مانند گردش کر رہے تھے۔اس لیے میں نے انہیں بھی دامانِ قرطاس میں لانا مناسب سمجھا۔تا کہ سابقہ مجموعوں کی طرح اس کو بھی اذہانِ اطفال کی نذر کرسکوں۔

میں حضرت ساغؔر کرناٹکی اور حضرت شادؔ باگل کوٹی صاحبان کا سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر اوّل تا آخر اس کتاب کو دیکھا اور مفید رائے دی۔ ساتھ ہی ساتھ میں حافظؔ نوازوں کا ممنون ہوں کہ اُن کے حوصلہ افزا مشورے میرے مضمحل و پژمردہ خیالات کو تازگی دے جاتے ہیں اور وہی تازگی مجھے بچوں کے لیے کچھ کہنے پر مجبور کرتی ہے۔میں اسی طرح کچھ کہتا رہوں گا۔مگر مجھے چاہیے آپ کی مفید آرا۔

آپ کی آراء کا منتظر

حافظؔ کرناٹکی

دارالحافظ ، جےئ نگر، شکاری پور۔577427،شیموگہ،کرناٹک

فہرست

۱	دعا	۱۰
۲	حمد	۱۱
۳	حمد	۱۳
۴	حمد	۱۵
۵	نعت	۱۶
۶	نعت	۱۷
۷	نعت	۱۸
۸	نعت	۱۹
۹	نعت	۲۰
۱۰	آمدِ ماہِ رمضاں	۲۱
۱۱	ترانۂ اُردو	۲۵
۱۲	اردو زبان	۲۸
۱۳	قلم	۲۹
۱۴	مذہبی مدرسہ	۳۱
۱۵	اگر میں عالم ہوتا	۳۳
۱۶	علم و تربیت	۳۵
۱۷	کاش میں استاد ہوتا!	۳۹

۱۸	کاش میں ڈاکٹر ہوتا	۴۰
۱۹	بنگلور یونیورسٹی	۴۱
۲۰	۵ ستمبر یومِ اساتذہ	۴۲
۲۱	امتحان	۴۴
۲۲	رزلٹ کا دن	۴۵
۲۳	ایک برس کے مہینے	۴۷
۲۴	ہفتہ کے دن	۴۹
۲۵	کھیل کے فائدے	۵۱
۲۶	کھوکھو	۵۲
۲۷	کبڈی	۵۳
۲۸	کھلونے	۵۴
۲۹	اسماعیل میرٹھی	۵۵
۳۰	اے پی جے۔عبدالکلام	۵۶
۳۱	وزیرِ اعظم	۵۷
۳۲	رادھا کرشنن	۵۸
۳۳	چاند بی بی	۶۰
۳۴	رضیہ سلطانہ	۶۵

۳۵	بھائی	۷۰
۳۶	ہماری باجی	۷۱
۳۷	خالہ	۷۲
۳۸	پھوپھی	۷۳
۳۹	دواخانہ	۷۴
۴۰	اچھی غذا	۷۵
۴۱	سبزی کھاؤ	۷۶
۴۲	نمک	۷۷
۴۳	جامن	۷۸
۴۴	جنگلات	۷۹
۴۵	ناریل کا پیڑ	۸۰
۴۶	نیم کا پیڑ	۸۱
۴۷	پیپل کا پیڑ	۸۵
۴۸	ہمارے کھیت	۸۶
۴۹	باغ بانی	۸۷
۵۰	ہمالہ	۸۹
۵۱	جزیرہ	۹۰
۵۲	بھارت اک جزیرہ	۹۱
۵۳	عرب اک کھاڑی	۹۳

۵۴	ہرن	۹۴
۵۵	ریچھ	۹۶
۵۶	بھینس	۹۸
۵۷	گائے	۹۹
۵۸	اُلّو	۱۰۱
۵۹	اچھی صحبت	۱۰۳
۶۰	دنیائے فانی	۱۰۴
۶۱	سادگی	۱۰۷
۶۲	صبر	۱۰۸
۶۳	قناعت	۱۰۹
۶۴	ہمدردی	۱۱۱
۶۵	جلدِ بدن	۱۱۳
۶۶	ہاتھ	۱۱۴
۶۷	پاؤں	۱۱۵
۶۸	آنکھ	۱۱۷
۶۹	کان	۱۱۸
۷۰	دانت	۱۱۹
۷۱	دل	۱۲۰

۷۲	پہاڑے	
	دو کا پہاڑا	۱۲۱
	تین کا پہاڑا	۲۲۱
	چار کا پہاڑا	۱۲۳
	پانچ کا پہاڑا	۱۲۴
	چھ کا پہاڑا	۱۲۵
	سات کا پہاڑا	۱۲۶
	آٹھ کا پہاڑا	۱۲۷
	نو کا پہاڑا	۸۲۱
	دس کا پہاڑا	۹۲۱
۷۳	دائرہ	۱۳۰
۷۴	خطِ مستقیم	۱۳۱
۷۵	مستطیل	۱۳۲
۷۶	مثلث	۱۳۳
۷۷	مربع	۱۳۴
۷۸	عید تو مجھ کو بتادے کہ یہاں کیوں آئی	۱۳۵
۷۹	نہ پوچھ کیسے یتیموں کی عید ہوتی ہے	۱۳۷

دعا

امر جس کو کہتے ہیں وہ زندگی دے
اندھیرا ہے اِس دل میں، تُو روشنی دے
میں بانٹوں زمانے میں ہر پل خوشی کو
مجھے اے خدا کوئی ایسی خوشی دے
ترا ذکر ہو لب پہ شام و سحر بس
تسلی کبھی اور کبھی بے کلی دے
کسی کی برائی نہ یارب کروں میں
تو صابر بنادے اگر بے بسی دے
سہارا ہے تو بے کسوں کا جہاں میں
جو ہیں غمزدہ ان کو یارب ہنسی دے
ہم الفاظ و معنیٰ کا پی لیں سمندر
ہمیں علم کی ایسی اک تشنگی دے
زباں ہو تکلف سے حافظؔ کی خالی
لبھائے جو سب کو تو وہ سادگی دے

حمد

گونجے ہر سو حق کا نغمہ
اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ
تیرے جلوے دیکھے دنیا
قطرہ قطرہ دریا دریا
تجھ سے سب کچھ پاتے ہیں سب
پربت پربت صحرا صحرا
شاخِ گُل کو شوخی بخشی
کرتی ہے وہ نخرہ نخرہ
تو نے ہم کو دریا بخشا
بہتا بہتا گہرا گہرا
سارا عالم عیش میں ہے پر
انساں کو ہے شکوہ شکوہ
تیرے نور سے دنیا روشن
ہیرے موتی ذرہ ذرہ

بے شک تو ہے دانا بینا
پھر کیوں ہے یہ پہرہ پہرہ
سورج، چاند ستارے سب میں
تیرا جلوہ تیرا جلوہ
بخشا تو نے ہم کو قرآں
آیت آیت سورہ سورہ
ہر ذرہ محتاج ہے تیرا
پل پل پل پل لمحہ لمحہ
حافظؔ کا ہر شعر ہو عمدہ
مطلع مطلع مقطع مقطع

حمد

ریزہ ریزہ مری اکائی ہے
ہر طرف بس تری خدائی ہے
یہ زمیں آسمان ہیں تیرے
کچھ نہیں دسترس میں رب میرے
سارا عالم ہے تیری مٹھی میں
بس تجسس ہے میری گھٹی میں
آبِ دریا سما پہ تو لائے
ہر جگہ پھر اسے تو برسائے
تخم کوئی نہ سر اٹھا پائے
حکم تیرا اگر نہ وہ پائے
گل کو زینت دی اور سبکی دی
سبز برگِ حنا کو سرخی دی
پیڑ ہے ایک پھل لگائے دو
تو ہی جانے خود اپنی قدرت کو

تیری صنعت سمجھ سے باہر ہے
بالیقیں عقل میری کمتر ہے
تیری قدرت عجب نرالی ہے
تو غنی، بندہ اک سوالی ہے
تیرا بندہ بتا کدھر جائے؟
تو نے "لَا تَقْنَطُوْا"[۱] کہا، آئے
حمد حافظؔ کہی! قرآن پڑھا
"نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا"[۲] ہے جس میں لکھا

۱۔ پارہ ۲۴ رکوع ۳ الزمر آیت ۵۳ ''لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰه'' الخ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ پارہ ۱۳ رکوع ۱۷ ابراہیم آیت ۳۴ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا کی طرف اشارہ ہے۔ ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہو تو شکر کرنا تو درکنار انہیں شمار بھی نہیں کر سکتے۔

حمد

تو یقیں بھی ہے لا بیاں بھی تو
تو ہی پوشیدہ اور عیاں بھی تو
یہ حقیقت سمجھ سکا نہ کوئی
راہبر، راہ کا نشاں بھی تو
تو ہر اک شے سے خود جھلکتا ہے
ڈھونڈنے پر ہے بے نشاں بھی تو
تو ہی اُستادِ درسِ فطرت ہے
ممتحن ہے تو امتحاں بھی تو
یہ بشر کی سمجھ کی بات نہیں
رازِ صحرا و گلستاں بھی تو
عرشِ اعلیٰ پہ جلوہ گر تو ہی
سارے لوگوں کے درمیاں بھی تو
تیرے در پر فقط جھکے حافظؔ
وَاسۡجُدُوۡا[1] جب کہے، جہاں بھی تو

[1] پارہ ۲۴ روکوع ۱۹ حٰمٓ سجدہ آیت ۳۷ کی طرف اشارہ ہے۔ رات اور دن سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس نہ ہی سورج کا سجدہ کرو نہ ہی چاند کا سجدہ بس اللہ ہی کا کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا۔

نعت

ہیں افضل محبوب رسولؐ
کانٹوں کو وہ کردیں پھول
آپؐ کی چشمِ رحمت سے
پھول میں ہوں تبدیل ببول
کون ہے نبیوں میں ایسا
سب سے اعلیٰ اور مقبول
رحمت کا وہ دریا ہیں
پیارے پیارے ان کے اصول
اللّٰہ ان کا ہے مدّاح
بچو ہیں وہ ایسے رسولؐ
دنیا کیا ہے اے بچو!
آپؐ کے قدموں کی ہے دھول
نعت سنبھل کر لکھ حافظؔ
ہو نہیں جائے تجھ سے بھول

نعت

یہ نہ پوچھو ہیں کیا رسولِ خدا
ہیں سراپا دعا رسولِ خدا

ذاتِ حق کا پتا رسولِ خدا
نور کا سلسلہ رسولِ خدا

سارے نبیوں میں وہ مکرم ہیں
ہیں بہت پارسا رسولِ خدا

ساری انسانیت کی خاطر ہیں
اک بڑے رہنما رسولِ خدا

کوئی صابر نہ کوئی زاہد ہے
دہر میں آپؐ سا رسولِ خدا

منزلِ حق پہ لے کے جاتا ہے
آپؐ کا راستہ رسولِ خدا

ساری دنیا کو دے گئے حافظؔ
سچ کا واضح پتا رسولِ خدا

نعت

یہ احسان کچھ کم نہیں ہے نبیؐ کا
سبق آپؐ نے جو دیا زندگی کا

ہر اک سمت ہیں نیکیوں کے اجالے
اندھیرا مٹایا گیا ہے بدی کا

نبیؐ آگئے کیا عرب کی زمیں پر
صحیفہ اتر آیا اک روشنی کا

تکلُّف سے تھے بے تعلُّق محمدؐ
بڑا دل نشیں طور تھا سادگی کا

یہ حسرت ہے روضہ پہ دم میرا نکلے
بھکاری ہوں یارو نبیؐ کی گلی کا

درِ مجتبیٰؐ خود جو آنکھوں سے دیکھا
سلیقہ مجھے آگیا بندگی کا

نبیؐ کی محبت کے صدقے میں حافظؔ
میں شاعر بنا نعتیہ شاعری کا

نعت

آ گیا لب پہ بچوں کے ذکرِ نبیؐ
ہوگئی ہر طرف روشنی روشنی
ہے یہی روح و دل کے لیے تازگی
پڑھتے رہیے ہمیشہ درودِ نبیؐ
ان کی تقلید واجب ہے بچو سنو
درسِ روشن نبیؐ جی کی تھی زندگی
با یقیں تھے وہ خیر البشر اس لیے
تذکرہ ان کا ہوگا صدی در صدی
دشمنوں سے بھی تھا دوستانہ سلوک
ان کا گرویدہ ہے بچو ہر آدمی
مسکراہٹ نبیؐ کی ذرا دیکھیے
کھل گئی باغ میں جیسے کوئی کلی
میری اوقات کیا حافظؔ امجد حسین
ان کے ہی دم سے ہے یہ مری شاعری

نعت

کیوں نہ پاؤں پتہ محمدؐ کا
مل گیا راستہ محمدؐ کا
نَفس کو جس نے اپنے کچلا ہے
اس نے پایا پتہ محمدؐ کا
روشنی ہر قدم پہ پاؤ گے
ہے دیا نقشِ پا محمدؐ کا
جو بھی انسانیت کا حامی ہے
ہے وہ بس ہمنوا محمدؐ کا
جب بھی خواہش ہوئی زیارت کی
در ملا ہے کھلا محمدؐ کا
باعثِ فخر ہے زمانے میں
ہاشمی سلسلہ محمدؐ کا
یہ فضیلت نہیں ہے کم حافظؔ
ہو گیا ہے خدا محمدؐ کا

آمدِ ماہِ رمضاں

رمضان آگیا ہے
اک نور چھا گیا ہے
ہم ہیں خطا کے پیکرؔ
روزے ہیں فرض ہم پر
کیا نیک ساعتیں ہیں
روزے کی برکتیں ہیں
ہر لمحہ یہ عبادت
ہے زندگی کی زینت
سحری اگر جو کھاؤ
نیکی خدا سے پاؤ
اِفطار کی وہ فرحت
دیتی ہے دل کو راحت
دن بھر وہ بھوکے رہنا
اور منہ سے کچھ نہ کہنا

ہے پیاس میں جو کُلفَت
اس کے عوض ہے جنت
نیکی ہو ظرف اپنا
رب سے ہے بس یہ کہنا
آکر پڑے ہیں در پہ
لادے گناہ سر پہ
یارب معاف کردے
لغزش کو صاف کردے
ہوں نہ فضول باتیں
دن ہو کہ یا ہو راتیں
وہ رات کی تراویح
اور اس میں رب کی تسبیح
ہر شب میں بیس رکعت
پڑھنا ہے ہم پہ سنت
سنت ہے یہ مؤکّدؔ
چھوڑو تو فوتَ مقصد

قرآں کی ہے یہ دعوت
گرچہ ہے کچھ مشقت
پھر بھی کرو تلاوت
ہے قلب و جاں کی راحت
آمد سے اس کے آئے
قرآں کے تیس پارے
نیکی کا یہ مہینہ
رحمت کا ہے خزینہ
رمضاں کے تین عشرے
رب نے ہمیں ہیں بخشے
اول میں رحمتیں ہیں
ثانی میں بخششیں ہیں
ثالث میں ہے خلاصی
صائم ہیں جتنے عاصی
آخر کی طاق راتیں
نورانی اُن کی باتیں

خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ [۱]
ڈھونڈیں اسے ہم ہر دن
پاؤ اسے تو کہنا
یا ربِّ فَاعۡفُ عَنَّا [۲]
رکھے گا جو بھی روزہ
اُجۡزِی بِہٖ [۳] ہے وعدہ
آیت ہے شَھۡرُ رَمَضَاں [۴]
سمجھو ذرا مسلماں
حافظ سے، بوڑھے بچے
پیغام پائیں اچھے

---

۱ پارہ ۳۰، رکوع ۲۲۔ القدر آیت نمبر ۳ کی طرف اشارہ ہے ’شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے‘

۲ حضرتِ عائشہؓ کے ذریعہ ملی نبویؐ دعا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوّ تُحِبُّ کی طرف اشارہ
اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے۔ پس ہمیں معاف کردے۔

۳ ایک حدیث جس کے راوی حضرتِ ابو ہریرہؓ ہیں اَلَا اَلصُّوۡمُ فَاِنَّہٗ لِی وَاَنَا اَجۡزِیۡ بِہٖ الخ
’آگاہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں‘ کی طرف اشارہ ہے

۴ پارہ ۲ رکوع ۷ البقرہ آیت ۱۸۵ کی طرف اشارہ ہے
رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کا نزول ہوا

ترانۂ اُردو

اُردو مری زباں ہے، اُردو مری زباں ہے

یہ باغ بے خزاں ہے
خوشبو کا کارواں ہے
ہر قلب میں جواں ہے

اُردو مری زباں ہے، اُردو مری زباں ہے

اس کا ہے فیض جاری
لگتی ہے سب کو پیاری
اس کے ہیں سب پجاری

اُردو مری زباں ہے، اُردو مری زباں ہے

بچو یہ کام کرنا
اردو کا نام کرنا
اس کو امام کرنا

اُردو مری زباں ہے، اُردو مری زباں ہے

بھارت کی شان اردو
شیریں زبان اردو
ہے میری جان اردو

اُردو مری زباں ہے، اُردو مری زباں ہے

انساں جہاں جہاں ہے
اردو وہاں وہاں ہے
یہ عالمی زباں ہے

اُردو مری زباں ہے، اُردو مری زباں ہے

آزادی میں ہمارا
تھا اُنقلاب نعرہ
اردو ہی تھی سہارا

اُردو مری زباں ہے، اُردو مری زباں ہے

حافظؔ وہ جس کی خوشبو
پھیلی ہوئی ہے ہرسو
وہ ہے زبانِ اُردو

سب کی زباں ہے اُردو، میری زباں ہے اُردو

ا؎ بنکے بابو روی ٹھاکر، لوکمانیہ تلک، بال پال لال جیسے قدآور مجاہدینِ آزادی کا ''کرانتی امر ہے'' کے نعرِ کے بالمقابل سردار بھگت سنگھ اور بنکیشور دت کا اسملی ہال میں بم پھینکتے وقت کا جوش آور اور کامیاب نعرہ ''انقلاب زندہ باد'' کی طرف اشارہ ہے۔

اردو زبان

بچو میٹھی زبان ہے اردو
کوچے کوچے میں اس کی ہے خوشبو
شوق سے سنیے اس کو ٹی وی پر
آج یہ بولی جاتی ہے گھر گھر
ہر طرف اک رواج ہے اس کا
ہندی فلموں میں راج ہے اس کا
اس میں شامل ہیں فارسی، عربی
قدر اس کی بڑھاتی ہے ہندی
ایکتا کا سبق سکھاتی ہے
ایک مرکز پہ سب کو لاتی ہے
بچو اردو کو اب مہان کہو
ہاں اسے عالمی زبان کہو
لو نہ حافظؔ کا امتحاں یارو
اردو بھارت کی ہے زباں یارو

قلم

سر بستہ یہ اسرارِ زمیں کھول رہے ہیں
تا عرشِ بریں لوح و قلم بول رہے ہیں
شاگرد ہم، اُستاد نبیؐ، علم ہے قرآن
پڑھ 'عَلَّمَ الْقُرْآن'[1] کو در سورۂ رحمٰن
قرآن ہی آئینِ جہاں ، رُشدِ اُمم ہے
سکھلانے کا جو اصل ذریعہ ہے قلم ہے
عالم ہی نہیں اس کا تو عالَم بھی ہے قائل
ہاں پہلے پہل 'سورۂ اِقراء' ہوئی نازل
جی! ہاتھ میں ہے جس کے قلم، فوقِ بشر ہے
دنیا میں نہیں اس سے بڑا کوئی ہنر ہے
ایوان کی، اسکول کی ، کالج کی ضرورت
ہر خطۂ دنیا میں ہے بس میری حکومت
آدمؑ تا محمدؐ جو قلم کار ہے بندہ
مرکر بھی فقط ایک وہی رہتا ہے زندہ

جو کاتبِ قرآن قلم کارِ وحی ہیں
دامادِ نبیؐ حضرتِ عثمانِ غنیؓ ہیں
استاد کو، منصف کو بھی، حاکم کو حکم کو
پاؤ گے لیے ہاتھوں میں بس ایک قلم کو
وہ نظم و غزل، نعت ہو، یا حمد و قصیدہ
لکھتے ہیں سبھی ہم ہی وہ مضمون چنیدہ
کہتا ہے قلم روئے زمیں کے جو مکیں ہیں
سب حاکم و محکوم مرے زیرِ نگیں ہیں
ہاں ''عَلَّمَ بِالْقَلَم''[2] جو فرمانِ خدا ہے
حافظ نے پڑھا اس کو یہ قرآنِ ہُدیٰ ہے

---

[1] پارہ ۲۷ رکوع ۱۱ الرحمٰن آیت نمبر ۲ کی طرف اشارہ ہے۔
''اللہ نے قرآن سکھایا''

[2] پارہ ۳۰ رکوع ۱۲ العلق آیت نمبر ۴ کی طرف اشارہ ہے
''اللہ نے قلم کے ذریعہ سکھایا''

مذہبی مدرسہ

اس کا ماحول ہے کس قدر مذہبی
ملتی ہے سب کو تعلیم اخلاق کی
بنتے ہیں اس جگہ مذہبی رہنما
گونجتی ہے یہاں حق کی ہردم صدا
ایک روحانی ماحول ہے اس جگہ
یہ فرشتوں کی ہے گویا آماجگہ
لمحہ لمحہ تلاوت ہے قرآن کی
ملتی ہے اس جگہ علم کی روشنی
ملتی ہے بچو ایمان کو تقویت
اور سنورتی ہے ہر ایک کی عاقبت
بچو ملتا ہے ہر اک کو درسِ حدیث
بھاگ جاتا ہے خود ہی یہاں سے خبیث
ہوتے ہیں بچے پابندِ صوم و صلوٰۃ
ہوتی پاکیزہ ہے کس قدر ان کی ذات

عربی تعلیم کا دلنشیں ہے نظام
کرتا ہوں صدق دل سے اب اس کو سلام
بچے بنتے ہیں اسلام کے جو امام
کرتے ہیں اپنا روشن زمانے میں نام
لے کے نکلیں گے سچائی کا یہ پیام
واقعی ہیں یہ انسانیت کے غلام
پاؤ گے تم یہاں رحمتِ مصطفیٰ ﷺ
ہوتی ہے جلد مقبول اپنی دعا
سارے عالم یہاں ہیں جو روشن دماغ
ہیں ہدایت کے ہر لمحہ روشن چراغ
یہ مُبلِّغ جو ہوتے ہیں اسلام کے
جلتے ہیں ان کی شہرت کے ہر پل دیے
سطحِ مسلک سے اونچی ہو ہر ایک بات
دیکھو حافظؔ نہ اخلاص کا چھوٹے ساتھ

اگر میں عالم ہوتا

حق پر جیتا حق پر مرتا
راضی رب کو ہردم کرتا
دانش کا اک دریا ہوتا
بچو پھر بھی پیاسا ہوتا
علم کی شمعیں روشن کرتا
معنیٰ کے بھی درشن کرتا
لفظوں کا میں مالک ہوتا
میں فن کار و مُوجِد ہوتا
خدمت اک عالَم کی کرتا
علم و دانش کا دم بھرتا
ہر مذہب کی عزّت کرتا
انسانوں کی خدمت کرتا
رِقّتُ دل میں پیدا کرتا
ہر اک کو میں شیدا کرتا

کرتا نہیں میں بغض و نفرت
رکھتا بچو سب سے الفت
ایماں اپنا سالم رکھتا
سچائی کی دولت دیتا
علم پہ اپنے فخر نہ کرتا
روز و شب اللہ سے ڈرتا
دور جہالت کو کردیتا
عام رِیَاضَتُ کو کردیتا
خود کا جوہر سب کو دیتا
علم و فن سے روشن کرتا
بس یہ کہ جو بس میں ہوتا
حافظؔ اس کی کوشش کرتا

تعلیم و تربیت

بچو علم و ہنر کا خزانہ ہے یہ
سیکھ لو سیکھنے کا زمانہ ہے یہ
بنتا ہے علم سے آدمی، آدمی
تربیت سے ملے اک نئی زندگی
ہو نہ تعلیم تو ہم بھی چو پائے ہیں
بچو بکری ہیں ہم، بھینس ہیں، گائے ہیں
ہے بڑی اَہمِیّت بچو تعلیم کی
چھوٹنے پائے دامن نہ اس کا کبھی
پھول بہتر ہے وہ، بو ہو جس پھول میں
اس لیے لڑکیاں سیکھیں اسکول میں
مدرسہ میں وہ تعلیم کے درمیاں
کچھ کڑھائی، سلائی بھی سیکھے میاں
علم موزوں نہیں تربیت کے بنا
ہوگے عالم نہ تم عِلمِیّت کے بنا

تربیت میں سلیقہ سدا چاہیے
راہ رو کے لیے راستہ چاہیے
تربیت تم کو ملتی ہے تنظیم کی
اہمیت ہے بڑی بچو تعلیم کی
ہاں خزانے بھی تعلیم کے پایئے
لیکن اخلاق کی تربیت چاہیے
کھیلوں کی تربیت جو ملے گی سدا
ہو گا اپنی مہارت کا تم کو پتہ
روشنی تم کو تعلیم کی بھی ملے
تربیت خود کی تنظیم کی بھی ملے
بات ایسی بھی شامل ہو معمول میں
میوزیم اک بنے اپنے اسکول میں
بچو تعلیمی اَلبَمُ بنا کر رکھو
اس میں کَمیَاب چیزیں سجا کر رکھو

ڈاک اسٹامپ اس میں رکھو تم سدا
اک بیاض اس کی بچو بناؤ ذرا
تم کو سیر و سیاحت ہو تعلیم کی
ہر گھڑی دل سے چاہت ہو تعلیم کی
تم کو اقدارِ تعلیم کا پاس ہو
اپنی تہذیب کا کچھ تو احساس ہو
علمِ اشیا سیاحت سے تم پاؤ گے
تربیت بھی ذہانت سے تم پاؤ گے
دستکاری سے چیزیں بناتے رہو
سب کو اپنی مہارت دکھاتے رہو
دوسرے مدرسوں میں تمہارا ہو نام
ہاں کرو اک نمائش کا تم انتظام
سستی چیزوں سے آلات درسی بنے
ہر سبق کے لیے یہ معاون رہے

کچھ نمونے انوکھے بناتے رہو
دوستوں کو خوشی سے دکھاتے رہو
لو سبق کا بھی تم جائزۂ شوق سے
خاکِ رنگیں بناؤ سدا شوق سے
شوق سے تم کرو بزم کا اہتمام
لو ہمیشہ محبت کے لہجے سے کام
تم میں پیدا مہارت ہو تقریر کی
اور قوت بھی پیدا ہو تحریر کی
تم بنو خود ذخیرہ اب الفاظ کا
ڈھونڈے تخلیق ہی خود تمہارا پتا
سیکھو تعلیم کے ساتھ بچو ہنر
تاکہ آسان ہو زندگی کا سفر
حافظؔ اس میں نہ آئے کبھی کچھ کمی
قدر ہو تربیت اور تعلیم کی

کاش میں استاد ہوتا!

اچھے گُن بچوں کو دیتا
محنت ان کی خاطر کرتا
بچوں کو اخلاق سکھاتا
جینے کے آداب بتاتا
اندر سے میں ظاہر ہوتا
ہر موضوع میں ماہر ہوتا
چیتنیا کو خوب بڑھاتا
کھیل کے ذریعہ روز پڑھاتا
اک تمثیل میں لے کر آتا
پھر بچوں کو میں دکھلاتا
اُن کا فن ان سے بڑھواتا
بچوں سے خاکے بنواتا
میں جو معلم ہوتا حافظؔ
درس میں خود کو کھوتا حافظ

کاش میں ڈاکٹر ہوتا

کاش میں ڈاکٹر ہوتا اے ساتھیو
کرتا بیماروں کو اچھا اے ساتھیو
ڈاکٹری کو سمجھتا عبادت کوئی
اس کو ہرگز نہ پیشہ سمجھتا کبھی
مجھ کو تیمارداری کی رہتی لگن
ہاں لگا رہتا بیماروں میں میرا من
دیتا اچھی دوائیں مریضوں کو میں
اور دیتا دعائیں مریضوں کو میں
مفت میں کرتا سب بے بسوں کا علاج
اور کرتا مریضوں کے دل پر میں راج
ڈاکٹر کو مسیحا بھی کہتے ہیں ہم
اس کو صحت کا ذریعہ بھی کہتے ہیں ہم
خدمتِ خلق حافظؔ ہے یہ ڈاکٹری
ڈاکٹری ہی میں لگ جائے یہ زندگی

بنگلور یونیورسٹی

کنگیری کے قریں
ہے
یہ واقعی حسیں
ہے
ہر لمحہ دلکشی
ہے
ماحول قدرتی
ہے
بالغ نظر یہاں ہیں
علمی گہر یہاں ہیں
ہیں بے شمار شعبے
علم و ہنر کے خطّے
یہ یونیورسٹی ہے
یا دل کی روشنی ہے
اردو کا جو ہے شعبہ
ہے واقعی انوکھا
کتنوں نے حافظ اس میں
بے شک کیے ہیں ایم اے

۵ ستمبر یومِ اساتذہ

خوشیاں ہزار لایا ہے یومِ اساتذہ
اب کے برس بھی آیا ہے یومِ اساتذہ
شاگرد جو کرے گا معلم کا احترام
جنت میں اس کو دیتا ہے اللّٰہ اک مقام
تحفے خلوص و شوق و محبت کے دیجیے
یاد آج ایک ایک معلم کو کیجیے
ماں باپ ہم کو لگتے ہیں سارے اساتذہ
کرتے ہیں وہ ہمارے لیے علم کی دعا
استاد کے ہے سائے تلے علم کا جہاں
شاگردوں کو تو ملتی ہے دولت ان ہی سے، ہاں!
سب طالبوں کے ہونٹوں پہ نغمہ ان ہی کا ہے
عہدے بڑے ملے ہیں یہ صدقہ ان ہی کا ہے
عزّت معلِّموں کی زمانے میں کیوں نہیں
گوہر یہ آج دل کے خزانے میں کیوں نہیں

شاگرد ہیں جہاں میں وہی بچو نیک نام
ہر وقت کرتے ہیں جو معلم کا احترام
استاد روشنی کے منارے ہیں دوستو
دریائے فیضِ علم ، ہمارے ہیں دوستو
نیکی کا جو دیا ہمیں استاد نے سبق
آساں بہت وہ ہوگیا پہلے جو تھا ادق
استاد سچ کا ایک نمونہ ہے ہرجگہ
اخلاق کا اسی سے اجالا ہے ہر جگہ
سر پہ ہمارے آج بھی سایہ انہیں کا ہے
جو بہہ رہا ہے فیض کا دریا انہیں کا ہے
جو محنتی بہت تھے، وہ اُستاد یاد ہیں
ان سے ہی دل، دماغ،جگر، روح شاد ہیں
حافظؔ کی لوگو سارے زمانے میں دھاک ہے
لیکن اساتذہ کے وہ قدموں کی خاک ہے

امتحان

آیا امتحاں آیا جی
یعنی طوفاں آیا جی
دیکھو امتحاں آیا ہے
خوف سا دل پر چھایا ہے
شب لگتی ہے دن جیسی
جاگ کے ہم پڑھتے ہیں جی
کچھ نہیں کھانے پینے کی
بس دُھن ہے اک پڑھنے کی
فَہُم سے ناطہ جوڑو اب
بچو رٹنا چھوڑو اب
تفریحی سب کام ہیں بند
دن ہیں پَرِکُشا کے بھی چند
پڑھنے لکھنے سے ہے کام
حافظؔ صبح ہو یا ہو شام

رزلٹ کا دن

مرے ساتھیو یہ نتیجے کا دن ہے
پڑھائی کی محنت کے دعوے کا دن ہے
ملے ہیں مجھے امتیازی جو نمبر
قدم آج میرے نہیں ہیں زمیں پر
ہوئے چُنّو مُنّو بھی ناکام دیکھو
ہیں غائب نتیجے سے یہ نام دیکھو
نتیجہ ہے اپنی جماعت کا اچھا
کہ محنت کا پھل خوب ہم نے ہے پایا
جماعت میں اپنی نہیں فیل کوئی
چلو بانٹیں ہم دوستوں میں مٹھائی
ہوئے ہیں جو اسکول میں فیل طلبہ
ہے اترا ہوا دیکھو اب ان کا چہرہ
یہ ناکامی ہمت بڑھاتی ہے یارو
گریں تو سنبھلنا سکھاتی ہے یارو

ملی ہے نتیجہ سے جو ہم کو عزّت
ہے فیضِ مُعَلِّمُ ،ہماری ہے محنت
ملی ہم کو استادوں کی رہنمائی
کی دن رات ہم نے پڑھائی لکھائی
سوالوں کے پرچے کیے حل ہمیشہ
بڑھا اعتماد اور دیکھو ہمارا
سبق ہم کو کیا کیا پڑھائے گئے تھے
جو مشکل تھے نکتے بتائے گئے تھے
یہ دن اک ترقی کا زینہ ہے یارو
ہمیں اور آگے بھی جانا ہے یارو
ملا ہے ہمیں کامیابی کا درجہ
کہ محنت کریں آگے چل کر زیادہ
یہ جیون بھی حافظ جو ہے امتحاں ہے
نتیجہ بھی اس کا نکلتا یہاں ہے

ایک سال کے مہینے

بچو دیکھو کیلنڈر نظر ڈال کے
ماہ بارہ گنو تم ہر اک سال کے
جنوری ابتدائی مہینہ ہوا
ہوتی ہے اچھی ہر کام کی ابتدا
فروری دوسرا ہے مہینہ سنو
بات اچھی سنو بات اچھی کہو
مارچ کی افسروں کو بڑی چاہ ہے
دفتری سال کا آخری ماہ ہے
ماہ چوتھا جو اپریل ہے دوستو
اس سے بس دھوپ کا میل ہے دوستو
مئی کی گرمی میں لؤ ہم کو ایسی لگے
جیسے ہر سؤ ہو روشن بس آتش کدے
جون میں ابتدا ہے جو برسات کی
کچھ نہ پوچھو کسانوں کے جذبات کی

ہے جولائی میں برسات کی انتہا
ہوتی ہے کھیتوں پر بس خدا کی دَیا
ملک آزاد بچو اگست میں ہوا
اور غلامی سے انگریز کی چُھٹ گیا
ہاں بہاروں کی آمد ستمبر میں ہے
ایک ہلچل سی ہر دل کے ساگر میں ہے
آتا ہے اکتوبر میں دسہرا میاں
دیکھ میسور کا جا کے رنگیں سماں
یوں لگی ہے نومبر میں یک دم جھڑی
مُنّے کے ہاتھ میں چھتری کی ہے چھڑی
سخت سردی دسمبر میں ہوگی میاں
بچو پاؤ گے تم اک ٹھٹھرتا جہاں
نام حافظ نے بتلائے ہیں یاد رکھ
نام پہلے پھر اوصاف کو بعد رکھ

ہفتہ کے دن

سات، ہفتے کے دن اور راتیں ہیں
ان سے منسوب ساری باتیں ہیں
آج ہفتے کا دن سنیچر ہے
آدھے دن کا سکول بہتر ہے
دن وہ چھٹی کا جو ہمارا ہے
ہاں وہ اتوار ہم کو پیارا ہے
پیر مصروف دن ہے لوگوں کا
گرد آلود اس کا ہے چہرہ
دوستو آج کا ہے دن منگل
باپ کے ساتھ جاؤں گا جنگل
بدھ کو کہتے ہیں دیکھ چہارشنبہ
پڑھنے لکھنے کا تم کرو وعدہ
معتبر دن تو جمعرات کا ہے
جیسے یہ دن کسی برات کا ہے

جمعہ ہر دن سے معتبر ٹھہرا
نور میں اس کا ڈوبا ہے چہرہ
دن ہیں انسان کی سہولت کو
یہ بڑھاتے ہیں خود محبت کو
نیک ارادے سے کیا نہیں ہوتا
دن تو کوئی برا نہیں ہوتا
دل کی وہ روشنی کا دن ہوگا
عید کا دن خوشی کا دن ہوگا
یوں تو دن بے شمار ہوتے ہیں
چند دن یاد گار ہوتے ہیں
قدر ہر دن کی تم کرو حافظؔ
ایک دن خود بڑے بنو حافظؔ

کھیل کے فائدے

کھیل سے چستی آتی ہے
جسم میں پھرتی آتی ہے
بچو کھیلوں کے ہیں دن
کھیل ہیں صحت کے ضامن
سیکھو سبق کھیلوں سے تم
ہو جاؤ کھیلوں میں گم
کھیل پسینہ لاتا ہے
میل بدن کا جاتا ہے
کھیل سے چالاکی آئے
بچوں کا یہ من بھائے
کھیل نصاب میں شامل ہے
کھیل خوشی کا حامل ہے
اچھے کھلاڑی بن جاؤ
حافظؔ شہرت تم پاؤ

کھوکھو

کھو کھو کھو کھو کھو کھو
کھیل یہ کھیلو اے بچو
دوڑ کے پکڑو بخشو کو
مُنُّو، رامو، شامو کو
ایک قطار میں بیٹھو اب
آگے پیچھے دیکھو اب
کھو کھو پھرتی لاتی ہے
ذہنی چستی آتی ہے
کھو کھو تم جو کھیلو گے
صحت اچھی پاؤ گے
کھو کھو کھیل بھی پیارا ہے
بچو سب سے نیارا ہے
دوڑو آگے آگے ہی
پکڑو یار کو حافظؔ جی

کبڈی

آؤ بچو سبھی مل کے کھیلیں ابھی
بس کبڈی کبڈی کبڈی سبھی
اس میں دو ٹیمیں ہوتی ہیں ہم سے سنو
کھیل بھارت کا ہے یہ، میاں مان لو
تو تو کہتے رہو پکڑو مُنُّو کو اب
اوٹ کر دینا پھرتی سے کلّو کو اب
آنکھ اور ہاتھ کے ربط سے، میل سے
بچے پھرتیلے ہوتے ہیں اس کھیل سے
پھیپھڑوں کی درستی کا ہے یہ جو کھیل
آکسیجن کا ہوتا ہے خود تال میل
کھیل ہے یہ کبڈی، بہت ورزشی
اس کبڈی سے تن کو ملے تازگی
اب نہیں ہے کبڈی کی وقعت کہیں
ہو بھی حافظؔ تو یہ عمر تیری نہیں

کھلونے

کیا بازار سے آئے ہیں
پاپا گڑیاں لائے ہیں
امی دوڑی آتی ہیں
ڈال[۱] ہمیں دکھلاتی ہیں
چابی کی وہ ریل ہے دیکھو
چھک چھک چلتی ہے وہ بچو
ہے یہ کھلونا ربّر کا
لال ہے چہرہ بندر کا
بلی اونی ہے دیکھو
چھوٹی آنکھیں ہیں بچو
ناچے گڑیا رہ رہ کر
ہے مَصنُوعی وہ پیکر
حافظؔ بچپن یاد آئے
میرے کھلونے ہائے ہائے

[۱] Doll = گڑیا

اسماعیل میرٹھی

اُردو کے وہ ماہر تھے
بچوں کے وہ شاعر تھے
سیدھی سادی اور اچھی
لکّھیں نظمیں بچوں کی
نظمیں پیاری نیاری ہیں
کاغذ پر گُلکاری ہیں
جیون بھر تھی بس اک دُھن
بچوں میں آجائے گُن
مرکر جو تابندہ ہیں
نظموں سے ہی زندہ ہیں
عاشق اس کی خوشبو کے
تھے وہ کاتب اُردو کے
حافظؔ وہ تھے اک عالم
اور اُردو کے اک خادم

اے پی جے۔عبدالکلام

ہے سارے جگ میں ان کا نام
ہیں صدرِ ہند عبدالکلام
بچپن کا ہے یہ ماجرا
کاٹی ہے غُربَت کی سزا
یہ پہلے سائنسداں ہیں جو
ہیں صدر بھارت کے سنو
ہیں ہند کے خدمت گزار
کرتے ہیں یہ بچوں سے پیار
عاشق ہیں یُکجِہتی کے یہ
شیدائی ہیں بھَکتی کے یہ
بچو ہے ان کا صبح و شام
منسوب میزائل سے نام
حافظؔ کریں آؤ تمام
ہر وقت ان کا احترام

وزیر اعظم

جو ملک کے ہوں وزیرِ اعظم
تو ان کی عزت کریں نہ کیوں ہم
مقام ان کا بہت ہے اونچا
کہ ان سے واقف ہے بچہ بچہ
وہ ہندو ہو یا کوئی مسلماں
نظر میں اُن کی سبھی ہوں یکساں
نظامِ جمہور ہے یہ سارا
الگ ہی دستور ہے ہمارا
جو رائے ہے وہ تمام کی ہے
یہاں حکومت عوام کی ہے
ملی حکومت جنہیں ہے بچو
ہیں کیسے منصوبے ان کے دیکھو
ہمارے زخموں کا ہوں وہ مرہم
ہوں نیک حافظ وزیرِ اعظم

رادھا کرِشُنَن

دن ستمبر کا لگتا ہے یہ خوش نوا
جشن، استاد کا ہم منائیں سدا
ہے جَنَم دن یہ رادھا کرشنن کا جو
قدر استاد کی روز و شب تم کرو
رادھا کرشنن بھی خود ایک استاد تھے
اپنے پیشے سے وہ واقعی شاد تھے
وہ تروتھانی میں بچو پیدا ہوئے
ہے یہ صوبہ میں دیکھو تمل ناڈ کے
یاد میں ان کی یہ دن مناتے ہیں ہم
پھر عقیدت میں نغمے سناتے ہیں ہم
ہے یہ استاد کی اہمیت کا جو دن
اس کے اک ایک لمحے کو انگلی پہ گن
پاس رادھا کرشنن نے ایم اے کیا
ان کو عہدہ ملا بچو استاد کا

فلسفے کے وہ استاد بچو بنے
دل میں طلبہ کے خود ہی اترتے گئے
آپ نے فلسفے کی کتابیں لکھیں
وِید کے فلسفے کی ہی باتیں لکھیں
اونچے عہدے پہ بچو وہ فائز ہوئے
ہند کے صدر نائب بنائے گئے
ان میں جوہر سیاست کے پائے گئے
صدرِ ہندوستاں پھر بنائے گئے
عمر جب تھی چھیاسی برس کی میاں
ان کو جانا پڑا جانبِ آسماں
وہ معلم کا وِشْوَاسْ بن کر رہے
عمر بھر علم کے داس بن کر رہے
رادھا کرشنن سا استاد حافظ کہاں
ان کے آدرش پر تم چلو اے میاں

چاند بی بی

تھیں بہادر بڑی ہند کی عورتیں
ان کی ہیں ہر طرف واقعی شہرتیں
ہوگئیں وہ وطن پر فدا اے میاں
ان کی تاریخ میں پڑھیے گا داستاں
عقل والی بھی تھیں وہ بہادر بھی تھیں
داستاں ان کی ہے دلکش و دل نشیں
بیٹی سلطان احمد نگر کی جو تھی
بچپنے ہی سے وہ پڑھنے لکھنے لگی
پائی اس نے میاں علم کی روشنی
ہاں سمجھ بوجھ اس کو حکومت کی تھی
آتی تھی خوب عربی پڑھائی اسے
فارسی اور مراٹھی تھی آتی اسے
گھوڑ سواری ہو یا تیر اندازی ہو
ان کی ماہر تھی وہ ہم سے بچو سنو

جانتی تھی بہت سلطنت کے امور
اس کو تھا فوجیوں کا بھی بچو شعور
شاہِ عادل سے اس کی جوشادی ہوئی
اور کچھ اس کے اندر سے طاقت بڑھی
ساتھ شوہر کے آگے ہی رہتی تھی وہ
دشمنوں سے کئی جنگیں لڑتی تھی وہ
ہوگیا بچو شوہر کا جب انتقال
سلطنت کا رکھا اس نے بے حد خیال
اس کے ہاتھوں میں تھا سلطنت کا نظام
اس سے ہر گام پر مطمئن تھی عوام
اس کو کمزور درباریوں نے کیا
خانہ جنگی کا اک شور برپا ہوا
چاند بی بی نے کچلا بغاوت کو خود
ختم کر ڈالا سب کی عداوت کو خود
ہند پر راج اکبر کا بچو جو تھا
ڈنکا بجتا تھا مغلوں کا ہر اک جگہ

آپسی جھگڑے احمد نگر میں جو تھے
فائدے اس سے اکبر کو بے حد ہوئے
یہ سمجھ کر کہ اکبر کو کردے گا شاد
حملہ آور ہوا شاہ زادہ مراد
اکبری فوج گویا سمندر سی تھی
ایک فولاد کے سخت پیکر سی تھی
چاند بی بی کا لشکر زیادہ نہ تھا
تنکوں سے آندھیوں کا ہوا سامنا
چاند بی بی نے شہزادے کو یہ لکھا
راج چھوٹا ہے اپنا، تمہارا بڑا
مرد، عورت سے آکر نہ کوئی لڑے
جیت جاؤ تو یہ جیت چھوٹی پڑے
ہار جاؤ تو بدنام ہوجاؤ گے
سوچ لو جنگ سے کچھ نہیں پاؤ گے
ہاں مراد اپنی ہٹ دھرمی پر تھا اڑا
چاہتا تھا وہ احمد نگر کا قلعہ

تھا قلعہ منزلِ فتح سے دور ابھی
مغلی فوجوں نے کھودیں سرنگیں کئی
ہر جگہ تھا دھماکہ جو بارود کا
بڑھ گیا مغلوں کا خود بخود حوصلہ
چاند بی بی جو تھی اک نڈر حکمراں
مغل فوجوں سے ڈرتی نہیں تھی میاں
جو تھی بارود وہ سب ہٹادی گئی
خوف کی لہر بچو مٹادی گئی
حوصلے فوجیوں کے بڑھاتی رہی
اپنی طاقت کے جوہر دکھاتی رہی
زخمیوں پر وہ مرہم لگاتی رہی
پیاسوں کو پانی ہردم پلاتی رہی
جب جلادی گئی قلعہ کی اک سرنگ
رنگ اپنا بدلنے لگی خود ہی جنگ
مغلوں کی فوج داخل ہوئی قلعہ میں
کھلبلی خود بخود مچ گئی قلعہ میں

کھُل کے احمد نگر کے سپاہی لڑے
وہ دلیری کے بل بوتے پر تھے کھڑے
ہو کے مایوس لوٹا مراد اے میاں
چاند بی بی کا پورا ہوا امتحاں
خود ہی اکبر نے حملہ کیا ایک دن
گونجی وحشت کی بچو صدا ایک دن
چاند بی بی ہوئی لڑتے لڑتے شہید
مغلوں کے واسطے، دن وہ تھا روزِ عید
چاند بی بی سی خاتون کوئی اٹھے
دیس کا نام حافظؔ وہ روشن کرے

رضیہ سلطانہ

تیسرا بادشاہ التمش تھا میاں
خاندانِ غلاماں کا اک حکمراں
رضیہ سلطانہ دختر تھی اک لاڈلی
چاند بی بی سی تھی وہ بہادر بڑی
تھی وہ بچپن ہی سے ہوشیار اے میاں
بچو! اس کی زباں تھی رواں اور دواں
بچو! قرآن بچپن میں پڑھتی تھی وہ
سورتیں بھی کئی حفظ کرتی تھی وہ
جانتی تھی وہ ترکی زباں دوستو
فارسی، عربی آتی تھی اس کو سنو
سچ تو یہ ہے کہ انصاف پرور تھی وہ
اور اخلاص کا ایک پیکر تھی وہ
شاعری کا اسے شوق تھا اے میاں
اس نے دل میں بسایا ادب کا جہاں

اپنی فطرت سے بچو بہادر تھی وہ
آج اس کی شجاعت کا قصہ سنو
شہسواری میں رضیہ تھی ماہر بہت
تیر اندازی میں بھی تھی شاطر بہت
اس کی شمشیر بجلی کی مانند تھی
پھرتی میں ہاں وہ ہرنی کی مانند تھی
رضیہ سے کرتا تھا التمش مشورے
معتبر ایک دختر تھی اس کے لیے
سلطنت کے سبھی کام کرتی تھی وہ
سارے امرا کے دل میں اترتی تھی وہ
بچو! ایسا ہوا دیکھنا ایک بار
التمش شیر کا کرنے نکلا شکار
رضیہ سلطانہ بھی اس کے ہمراہ تھی
دشت کی تھی فضا واقعی اجنبی
شیر نے التمش پر کیا ایسا وار
پیرہن اس کا بچو ہوا تار تار

دیکھ کر اس کو خود التمش دنگ تھا
یہ دلیری کا بچو عجب رنگ تھا
رضیہ نے تاک کر وار ایسا کیا
وہ سدا کے لیے ہو گیا بے صدا
تھا جو فیروز اک التمش کا پسر
جلوہ گر وہ ہوا دوستو تخت پر
بچو! نشّے میں رہتا تھا وہ ہر گھڑی
سلطنت کی اسے فکر کوئی نہ تھی
رضیہ نے بھائی کو برطرف کردیا
حکمراں بن گئی بچو وہ بر ملا
سات بیٹے تو تھے التمش کے مگر
لائقِ تخت اک بھی نہیں تھا پسر
حکمراں سلطنت کی جو رضیہ ہوئی
اس پہ جلنے لگے بچو! امرا کئی
ایک حبشی جو سچ مچ وفادار تھا
رضیہ سلطانہ کا وہ مددگار تھا

قدر اس کی وہ کرتی تھی شام و سحر
سارے درباریوں کو تھا حبشی کا ڈر
ایک انصاف پرور وہ خاتون تھی
ظالموں پر نظر اس نے رکھّی کڑی
ہندو مسلم سے اس کا رویہ تھا نیک
تھے امیر و غریب اس کی نظروں میں ایک
وہ پہنتی تھی مردوں کا بچو! لباس
اور نسوانیت کا نہایت تھا پاس
ہر بغاوت کو رضیہ کچلتی رہی
اس کے آگے نہ کچھ دشمنوں کی چلی
کی بغاوت بھٹنڈا کے حاکم نے جب
کی لڑائی دلیری سے رضیہ نے تب
ہار کر وہ گرِفتار خود ہوگئی
اور بہرام کو بادشاہت ملی
شادی رضیہ کی اَلتُونِیَہ سے ہوئی
خوب دونوں کی اے بچو جوڑی نبھی

مل کے دونوں نے دلّی پہ حملہ کیا
بچو دلّی کا بہرام تھا بادشہ
ہاں میاں بیوی کا وہ برا تھا جو وقت
ان کو بہرام کی فوج نے دی شکست
قتل دونوں کو بہرام نے کردیا
خاتمہ بس دلیری کا یوں ہو گیا
نام رضیہ کا روشن ہے اتہاس میں
اک نشیلی دمک جیسے الماس میں
رضیہ سلطانہ سی لڑکیو تم بنو
دھیان سے بات حافؔظ کی اب کے سنو

بھائی

پیارے پیارے بھائی میرے
ہیں وہ اپنے من کے سچے
خون کا بھائی سے ہے رشتہ
کتنا اچھا ہے یہ ناتا
بھائی پھل اور گڑیا لائے
روتا ہوں تو دل بہلائے
لکھنا، پڑھنا وہ سکھلائے
کھیل انوکھے وہ بتلائے
پر اب کیسا دَور ہے آیا
بھائی بھائی سے ٹکرایا
وجہِ نفرت اب ہے بھائی
سچا پیار کہاں ہے بھائی
تھا ماضی کا دَور ہمارا
جس میں سب کا ایک تھا نعرا
ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی
حافؔظ ہیں سب بھائی بھائی

ہماری باجی

باجی پیاری پیاری ہیں
اور وہ سب سے نیاری ہیں
جب روؤں بہلاتی ہیں
پیار سے وہ سہلاتی ہیں
کتنی لگتی ہیں سندر
سسٹر بھی ہیں اور ٹیچر
کھیل کھلائے جو باجی
خوب لگے ہے اس میں جی
دکھلائیں جو ہم نقشے
خوب بنائے وہ خاکے
گنتی اور پہاڑے بھی
ہمیں سنائے نغمے بھی
دم بھرتے ہیں حافظ جی
باجی باجی او باجی

خالہ

یہ مت پوچھو کیا ہیں خالہ
امی کی بہنا ہیں خالہ
چاہت کا نغمہ ہیں خالہ
امی کا سایہ ہیں خالہ
نور کا بھی ہالہ ہیں خالہ
پیار کی اک مالا ہیں خالہ
رحمت کا داماں ہیں خالہ
ماں کے بعد اک ماں ہیں خالہ
یار کھلونے لاتی ہیں وہ
دل میرا بہلاتی ہیں وہ
گرچہ رہتی ہیں وہ کھیڑے
لاتی ہیں پر لڈو پیڑے
خالہ ہم سب کی ہیں جانی
وہ بچوں کی ہیں دیوانی
غم کی گھٹا رہ رہ کر چھائی
حافظ خالہ کی یاد آئی

پھوپھی

پوچھو مجھ سے وہ کیا ہیں
ہاں ابو کی بہنا ہیں
میری پیاری پھوپھی ہیں
بچو! سب سے اچھی ہیں
پھوپھی کیا کیا لاتی ہیں
مجھ کو خوب کھلاتی ہیں
باغ کی سیر کراتی ہیں
ساتھ اپنے لے جاتی ہیں
کھیلے ہیں وہ میرے ساتھ
لے کر ہاتھوں میں وہ ہاتھ
دل میرا بہلاتی ہیں
قصے کئی سناتی ہیں
حافظؔ ماں تم اس کو جانو
پھوپھی کا تم کہنا مانو

دواخانہ

ہے مرے گاؤں میں دواخانہ
اے میاں ہے وہ اک شفاخانہ
نرس اور ڈاکٹر ملیں گے وہاں
ہر دوائی تمھیں ملے گی میاں
کوئی بیمار جب بھی پڑجائے
وہ وہاں سے دوائیاں لائے
روگ تیری سمجھ سے ہو باہر
مشورہ ڈاکٹر سے لے جاکر
چند بستر جو ہیں مریضوں کے
دُکھتے منظر ہیں وہ مریضوں کے
موت اور زندگی کے نظّارے
کبھی نیارے ہیں اور کبھی پیارے
آج ہے کیمپ کا جو ہنگامہ
چلنا حافظؔ ذرا دواخانہ

اچھی غذا

کھاؤ بچو تازہ غذا
لیتے رہنا تازہ ہوا
گیہوں چاول اور راگی
ہے یہ غذا روزانہ کی
مچھلی، گوشت ہو یا انڈا
سب میں پروٹینی ہے غذا
ان سے ملتی ہے طاقت
بڑھتی ان سے ہے قوت
دالوں میں وٹامن ہے
صحت کی یہ ضامن ہے
نمک ملے ترکاری میں
شلجم، بھاجی، گوبھی میں
اپنے بڑوں کی لے لو دعا
حافظؔ کھاؤ اچھی غذا

سبزی کھاؤ

بچو آؤ سبزی کھاؤ
بیماری سے مکتی پاؤ
سبزی صحت کی ہے ضامن
ہر سبزی میں ہے وٹامن
نمکیات سے پُر ہے ہوتی
سب اعضا کو وہ ہے دھوتی
سبزی اب بازار سے لاؤ
جی بھر کر تم بچو کھاؤ
ہر دن سبزی کھاتے رہنا
صحت اچھی پاتے رہنا
موٹاپے سے ہو جو بچنا
خود پر سبزی لازم کرنا
حافظؔ سبزی خود بھی کھاؤ
گُن اوروں کو بھی بتلاؤ

نمک

کھانے سالن میں بچو نمک چاہیے
کچھ غذاؤں میں نمکیں جھلک چاہیے
پھیکا ہے ذائقہ تو نمک کے بنا
جینا مشکل ہے بچو نمک کے بنا
ملتا ہے یہ سمندر سے ہی دوستو
کیمیائی مرکب نمک ہے سنو
سوڈیم اور کلورائیڈ سے ہے نمک
چاہیے تن میں اپنے کچھ اس کی چمک
جن کو بی پی ہے وہ تو نمک سے بچیں
دور کچھ ذائقہ سے نمک کے رہیں
بی پی بڑھتی ہے بچو نمک سے بہت
کرنا پرہیز دیکھو نمک سے بہت
میں جو اُردو کا حافظؔ نمک خوار ہوں
اس کی خاطر تو مرنے کو تیار ہوں

جامن

آؤ کھائیں جنگلی جامن
یعنی بچو! اصلی جامن
جامن اچھی میٹھی میٹھی
تازہ تازہ نیلی نیلی
پائیں ہم گرمی میں جامن
کھائیں، ہو جو کھانے کا من
شوگر کا ہے جو بھی روگی
جامن کھائے وہ اے بھائی
جامن کے جو پیڑ لگائے
فرحت اس کے دم سے پائے
ہے نعمت وہ رب کی قدرت
پر ٹھنڈی ہے اس کی فطرت
بچے رستہ تکتے ہیں سب
حافظؔ جامن لے آؤ اب

جنگلات

پکنک جائیں گے ہم کل
ہوگا جنگل میں منگل
ہرنیں، سانبھر، ہاتھی شیر
ہم کو نہ لیں آکر گھیر
گینڈے، ریچھ یا اجگر بندر
رہتے ہیں جنگل کے اندر
ملتا ہے جنگل سے ٹمبر
جس سے بنتے ہیں فرنیچر
بارش لاتے ہیں وہ جنگل
پیدا کرتے ہیں وہ ہلچل
خوب ہوا دیتی ہے فرحت
اور وہی ہے وجہِ صحت
حافظؔ کی تم باتیں مانو
جنگل کو اب تم مت کاٹو

ناریل کا پیڑ

پیڑ ہے ناریل کا سہانا بہت
ہند کا پیڑ ہے یہ پرانا بہت
مہرباں ہم پہ کتنا ہمارا خدا
کھوپرا اس سے دیتا ہے ہم کو سدا
ناریل کے وہ پانی میں کیا ہے مزہ
پی کے دیکھو نہ بھولو گے تم ذائقہ
تیل بھی ناریل سے ہمیں ہے ملے
ذہن کا ہر دریچہ ہے جس سے کھلے
اس کے پتوں کی ٹٹی سہانی لگے
پیڑ یہ ناریل کا تورانی لگے
اس کے تنکوں سے جھاڑو بنے ہم نشیں
جھاڑتے اس سے ہم ہیں یہ فرش و زمیں
اس کے ریشوں کے ہیں فائدے بے حساب
اس کا موزوں ہے ہر پیڑ میں انتخاب
جڑ سے پتوں تلک ہیں بہت فائدے
تو بھی حافظؔ دعا ہے کہ ویسا بنے

نیم کا پیڑ

خرابی کی کیا اور حد ہو شمیم
کریلا تو تھا ہی چڑھا اور نیم
ہے بالا و برتر خدائے رحیم
دیا اس نے ہم کو شجر ایک نیم
بڑی خوبیاں ہیں بڑے ہیں کمال
دواؤں کی دولت سے ہے مالا مال
سنو آج حکمت کی تم ایک بات
ہوں کیڑے یا مچھر بھگاتے ہیں پات
نِبُولیِ کے بنتے دوا اور تیل
یہ بازار میں خوب ہوتے ہیں سیل
بڑے کام کی چیز ہے اس کی چھال
بناتا ہے کاڑھا حکیمِ کمال
دوا اس کی آتی نہیں سب کو راس
مگر اس کے بچو بہت ہیں خواص

فوائد کی لیکر پڑھو تم کتاب
فوائد ہیں اس کے بڑے لا جواب
شجر یہ یقیناً بڑا ہے عجیب
دوا اس کی سستی خریدے غریب
ہے صحت کی مایا جو دے سایہ نیم
فوائد کو جانو بنو تم حکیم
دریچہ و در کیا وہ کرسی و میز
نہیں اس کی لکڑی سے ممکن گریز
نمونہ بنا تھا اسی کا تو پات
ہاں کڑوی لگے گی تمہیں سچی بات
کہ آئے زکریاؑ علیہ السلام
عبادت میں جیون گزارا تمام
وہ ظالم کے ڈر سے جو بھاگے تھے آہ!
ملا پیڑ اک ان کو اثنائے راہ

کہا یہ شجر سے شکم اپنا کھول
چھپوں گا میں تجھ میں جہاں تک ہے خول
ہوئی بھول رب ہی کرے گا معاف
کہ اِذنِ نبی سے واں آیا شگاف
چھپے جو نبی تو تھا حاضر وہیں
وہ کمبخت مردود شیطاں لعیں
وہ بھاگے تھے جن سے جونہی آئے پاس
تو شیطاں[2] نے ان کو دلائی یہ آس
چھپا ہے یہیں وہ، ہے جس کی تلاش
کرو آج تم اس کا تن پاش پاش
بنالاؤ جیسا کہ ہے برگِ نیم
وہ آرا کرے گا شجر کو دو نیم
بنالائے پھر تو چلی اس کی چال
شجر آدھا کاٹا، چھوا ان کی کھال

ہوا مس جو آرا، تو کی یہ پکار
بچالے مجھے میرے پروردگار
خدا نے کہا اب نکالی جو آہ
نکل جائے گی پھر نبوت سے جاہ
سنا رب کا فرماں، ہوئے بے زباں
عطا جس نے کی جاں، اسی کو دی جاں
بہرحال قصہ ہے یہ نیم کا
شجر ہے یہ امید اور بیم کا
اے بچو کرو شکرِ پروردگار
بتایا یہ حافظ نے با اختصار

---

۱ (زکریاؑ کی شہادت کا) یہ واقعہ نیم کے پتے سے وابستہ ہے۔
۲ اے بچو شیطان کی ایسی حرکت سے خدا کی پناہ چاہو۔

پیپل کا پیڑ

دیکھو قدرت کی یہ مایا
ٹھنڈی ہے پیپل کی چھایا
لوگ یہاں ہر دکھ کھوتے ہیں
کتنے مسائل حل ہوتے ہیں
پیپل پر گاتے ہیں پرندے
جنت جیسے اس کے سائے
پنچایت بیٹھی ہے دیکھو
گھر انصاف کا اس کو سمجھو
گاؤں کی مریادا پیپل
چھاؤں گھنیری رکھتا پیپل
آکے راہی ستاتا ہے
راحت بچو وہ پاتا ہے
گویا حافظؔ ہیں اک پیپل
بچوں کی ہے جس میں ہلچل

ہمارے کھیت

لہلہاتے ہوئے یہ سارے کھیت
کیوں نہ پیارے لگیں ہمارے کھیت
کھیت میں ہل چلائے جاتے ہیں
مولی گاجر اُگائے جاتے ہیں
اچھا لگتا ہے کام کاج ہمیں
ملتا کھیتوں سے ہے اناج ہمیں
بیج بارش میں ہم جو بوتے ہیں
کھیت سرسبز اپنے ہوتے ہیں
دیکھ فصلوں کو اے کسان بچا
تو چھڑک ان پہ کیڑے مار دوا
قحط کے جب مہینے آتے ہیں
بچّو سب کھیت سوکھ جاتے ہیں
ہم کو حافظؔ اناج پیارا ہے
کھیت پر راج اب ہمارا ہے

باغ بانی

باغبانی کو آج تم چن لو
ہے تجارت یہ نفع کی سن لو
بوٹنی[۱] مشغلہ نصابی ہے
علم یہ بھی تو اک کتابی ہے
کام میں اپنے من لگاؤ تم
پھول پودے بہت اُگاؤ تم
اپنے ہاتھوں جو گل اگاؤ گے
نام و دولت بہت کماؤ گے
دیکھو بنگلور آج بھارت میں
سب سے آگے ہے گل تجارت میں
ہے جو شہرِ گلستاں وہ ہمدم
رنگا رنگ پھول بکتے ہیں ہردم

۱ علمِ نباتات

باغ اب تو لگاؤ تم گھر گھر
دل ہو تازہ دماغ تازہ تر
خوشبو عمدہ ہے رات رانی کی
ڈالو عادت یہ باغبانی کی
علم پودوں کا تم کرو حاصل
بوٹنی میں بنو میاں قابل
خود پہ حافظؔ یہ مہربانی کر
اپنے آنگن میں باغ بانی کر

ہمالہ

ہے دنیا کا اک اونچا پربت ہمالہ
کہ ہے ہند والوں کی عظمت ہمالہ
بڑا خوشنما ہے ہمالہ کا دامن
نظر میں سمایا ہے رنگین گلشن
ملیں گے یہاں بچو رنگیں پرندے
یہ بگلے، ممولے، کبوتر، پپیہے
اے بچو یہاں سے نکلتی ہے گنگا
یہیں پاؤ گے تم برہم پتر دریا
یہ دشمن سے کرتا ہے سب کی حفاظت
ہمیشہ ہمیں اس کی ہوگی ضرورت
ڈھکا رہتا ہے برف سے سردیوں میں
بہاتا ہے دریاؤں کو گرمیوں میں
ذرا غور سے بات حافظؔ کی سن لو
ہمالہ سے اونچے ارادے ہوں بچو

جزیرہ

ہے جزیرہ اک سہانا خواب سا
چاروں جانب ہے مسرت کی فضا
ہے زمیں اس کی سہانی دیکھیے
چار سمتوں میں ہے پانی دیکھیے
کشتیوں کے ہیں نظارے دل نشیں
ہیں پرندوں کی قطاریں بھی حسیں
ہے جزیرے والوں کی مچھلی غذا
راس ان کو آتی ہے اس کی ہوا
اک جزیرہ جو دکن میں لنکا ہے
بچو وہ تاریخ کا اک حصہ ہے
مالدیپ و لکشدیپ و انڈوماں
ہند کے یہ سب جزیرے ہیں میاں
ہوتی ہے حافظؔ بہت گرمی یہاں
لیکن اس کا ہوتا ہے دلکش سماں

بھارت اک جزیرہ نما

ہے زمیں بیچ میں دیکھ لو تم میاں
تین سمتوں میں پانی ملے گا یہاں
ہند اپنا ہے بچو جزیرہ نما
سب کو دیتا ہے یہ شانتی اور اماں
اس کے اطراف بندرگہیں دیکھیے
ہے تجارت بھی اس کی بڑی جانیے
ہیں جو چنّئی و کولکتہ اور ممبئی
ہے نرالی ہی تاریخ ان کی بڑی
ہے درآمد، برآمد کا اک سلسلہ
ساری دنیا میں بھارت کا ہے غلغلہ
عربوں سے رابطہ ہے پرانا بہت
ان کا ہے ہند میں آنا جانا بہت
ہند کی ہے فضا سنیے سب سے جدا
اک ظفر ہی نہیں کتنوں نے ہے کہا

گر[1] بہشت است یاراں بروئے زمیں
آں ہمیں است، ہمیں است، ہمیں است، ہمیں
میرا بھارت ہے حافظ جزیرہ نما
ساری دنیا کو بھاتی ہے اس کی فضا

[1] اگر زمین پر جنت ہے تو وہ یہیں ہے ہاں ہاں یہیں ہے۔

عرب اک کھاڑی

دور تک جو ہے پانی میں پتلی زمیں
اس کو کہتے ہیں ہم ایک کھاڑی حسیں
گرم ہے بچو کھاڑی کی دیکھو فضا
ہے کھجوروں کے پیڑوں کا اک سلسلہ
دور تک دیکھو گے ایک ریگِ رواں
ہر طرف ہوگا اونٹوں کا بس کارواں
کالا سونا زمیں کے تلے ہے یہاں
پاس لوگوں کے بے حد ہے دولت یہاں
گھر خدا کا ہے پہلا جو کعبہ یہاں
بچو اس کی بڑی خوب ہے داستاں
ہے مدینہ میں بچو مزارِ نبیؐ
موت کو بھی وہاں ملتی ہے زندگی
جا کے حافظؔ عرب میں رہو تو سہی
قلب و جاں کو ملے گی نئی روشنی

ہرن

جو گھر میں ہے بکری تو بن میں ہرن
ہیں دونوں کے یکساں شبیہ و بدن
مگر فرق دونوں میں ہے ہم نشیں
ہے پھرتی ہرن میں جو بُز میں نہیں
وہ منٹوں میں پہنچے کہیں سے کہیں
کہ شیر اس کا کر پاتا پیچھا نہیں
مگر دفعتاً کرتا ہے وہ شکار
کہ ناخن ہیں اس کے بہت دھاردار
ہرن کی لچکدار ہوتی ہے چال
ہرن کا ہے نامِ دگر اک غَزال
غَزال و غَزالہ ہے روحِ غزل
مگر اس پہ کرنا نہیں ہے عمل
شکاری کو وہ ہے بہت ہی پسند
مگر پھانس پاتے ہیں اس کو تو چند

کئی رنگ کے اس کے ہوتے ہیں بال
سیاہ و سفید اور سونے سے لال
مگر سب سے بہتر ہرن دھاری دار
جو رکھتا ہے نافہ وہ ہے مشکبار
وہ تاتار و تِبّت میں اور دَرخُتن
ہاں ملتے وہیں ہیں سنو ارجمن
چلیں ساتھ حافظؔ کے ژو ایک بار
نکالیں گے پھر حسرتیں ہم ہزار

ریچھ

ہے یہ اس کے تن کا حال
کالے کالے لمبے بال
پاؤں میں ناخن نوکیلے
دانت ہیں اس کے اجلے پیلے
رکھتا ہونٹ ہے لمبے چوڑے
اور چلتا ہے ہولے ہولے
اس کو مداری پھانس کے لائے
رستے رستے خوب نچائے
رہتا ہے وہ ہردم بس میں
ناچے گھومے وہ سرکس میں
کھال کے چکر میں تم دیکھو
جال نہ اس پر ہرگز پھینکو

کیونکہ ہے آزادی چھنتی
اس کارَن ہے میری بِنتی
تم اس کو مت قید میں رکھنا
آزادی سے جینے دینا
پر بندر اور ریچھ کو حافظؔ
تم چھیڑو مت ہرگز ہرگز

بھینس

دیکھو قدرت کا یہ بھید
بھینس ہے کالی دودھ سفید
دودھ دَہینڈِی میں تھا کل
آج دہی میں وہ گیا ڈھل
دودھ کا کیا ہے سن مخزن
وہ تو گھی ہے اور مکھن
کھال تو اس کی ہے موٹی
دھیرے دھیرے ہے چلتی
کھائے بھوسا اور چارا
اس کو پانی ہے پیارا
کھیتوں میں کھا جاتی دھان
پھر بھی گاؤں کی ہے مان
حافظؔ بھینسیں پالو اب
پیسے خوب کمالو اب

گائے

دودھ جو دیتی ہے گائے
گھر گھر بنتی ہے چائے
گائے ہے بچو چو پایہ
سندر سندر اس کی کایا
رنگ بھرا ہے سینگوں میں
مانگ ہے اس کی لوگوں میں
میلے میں بِک جاتی ہے
ہریالی یہ کھاتی ہے
کھاتی ہے جو یہ چارا
دودھ کا بنتا ہے دھارا
فُضلَہ اس کا ہے گوبر
کھاد وہ بنتا ہے اکثر
اور اِیندھَن پھر بجلی بھی
اس سے دونوں بنتے جی

گھر میرا تھا اس کا، پر
اب ڈِیرِی[۱] ہے اس کا گھر
گائے جو دیتی ہے بچھڑے
ہل چلتے ہیں یا چھکڑے
پس جب بھی تم پینا دودھ
رب سے کہنا اے معبود
زِدْنَا مِنْہُ[۲] ہے فریاد
حافظ کو تم رکھنا شاد

---

۱ مویشی پالنے کی جگہ

۲ نبویؐ دعا ''اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ'' کی طرف اشارہ ہے۔اے اللہ ہمارے لیے اس میں برکت دے اور ہمیں خوب خوب عطا فرما۔

اُلّو

اُلّو ایک پرندہ ہے
وہ تو ہر شب زندہ ہے
شب میں جو ہنگامے ہیں
وہ سب اس کے نغمے ہیں
قول سلیمانؑ ہے رہبر
کرتا شور جو ہے شب بھر
وہ کہتا ہے مت سوؤ
وقت نہ غفلت میں کھوؤ
مرکر تم تو سوؤگے
کرو کچھ ورنہ روؤگے
بس اس کو مت کہہ منحوس
وہ ہم سب سے ہے مانوس
چوپائے ہوں یا پردار
رب ہے سب کا پالَنہارُ

طوطے جیسی ہے مِنقارُ
اس سے کرتا ہے وہ وار
موٹی موٹی ہیں آنکھیں
پر تیتر سے ہیں دیکھیں
عامل تو ہے خوب فدا
اس کے ہیں اوصاف جدا
حافظؔ نے اوصاف کہے
اقوالِ حق صاف کہے

اچھی صحبت

سچی بات ہمیشہ کہنا
اچھی صحبت میں تم رہنا
باتیں بھی ہیں ان کی سچی
نیکوں کی ہے صحبت اچھی
بچنا گندے لوگوں سے تم
اور ہو جانا اچھوں میں گُم
نیکوں سے تم رکھنا رغبت
اچھوں کی ہے اچھی صحبت
علم کے سانچے میں تم ڈھلنا
نیکی کی جانب بس چلنا
حافظؔ سے تم جینا سیکھو
بوئے گل تم بن کر مہکو

دنیائے فانی

یہ جو دنیا ہے اک سرائے ہے
آہ کوئی بھی رُک نہ پائے ہے
کسی مجنوں کا خواب ہے دنیا
بچو گویا سراب ہے دنیا
وہ جو دنیا سے دل لگاتا ہے
بچو دھوکے میں خود کو پاتا ہے
سانس کا کوئی اعتبار نہیں
زندگی کو کہیں قرار نہیں
تم بھی فانی ہو ہم بھی فانی ہیں
لوگ دنیا میں اک کہانی ہیں
بس عبادت خدا کی سچی ہے
شان اپنی جو ہے وہ جھوٹی ہے
ہے نہ چاندی وہاں نہ سونا ہے
قبر میں جا کے سب کو سونا ہے

چند روزہ ہے زندگی اپنی
غم ہے اپنا نہ ہے خوشی اپنی
سارے منظر یہاں پرائے ہیں
ہم تو بس چلتے پھرتے سائے ہیں
لٹ گئے خواہشوں کے گھر کتنے
خاک میں مل گئے بشر کتنے
وہ بشر جس میں خاکساری ہے
زندگی تو اسی کی پیاری ہے
فخر و دولت سے کچھ نہیں حاصل
تم کو دنیا نہ اب کہے جاہل
عاجزی سے فقیر بن کے رہو
لوگو دل کے امیر بن کے رہو
موت آنی ہے زیست فانی ہے
زندگی اپنی اک کہانی ہے

پھل وہاں نیکی کا وہ پاتے ہیں
کام جو نیک کر کے جاتے ہیں
دوسروں کے لیے جو جیتے ہیں
جام خوشیوں کے روز پیتے ہیں
نام پر جو خدا کے دیتا ہے
بے کسوں کی دعا وہ لیتا ہے
اپنی خاطر جو جی رہے ہیں وہ
خود کفن اپنا سی رہے ہیں وہ
ایک دن رب کے پاس جانا ہے
پھر پلٹ کر نہ ہم کو آنا ہے
پوچھیے ہم سے آدمی کیا ہے
آندھیوں میں یہ کوئی تنکا ہے
بندگی زندگی ہے اے حافظؔ
روح کی روشنی ہے اے حافظؔ

سادگی

سادگی سے ہے جیون میں بچو نکھار
واقعی سادگی ہے ہماری بہار
سادگی تھا نبی جیؐ کا بچو شعار
سادگی زندگی میں کرو اختیار
ہر گھڑی اے میاں رہنا سادہ مزاج
اپنے مذہب میں ہے سادگی کا رواج
سادگی سے تکبّر بھی مٹ جائے گا
آدمی دیکھو سنجیدہ کہلائے گا
سادگی خاکساری سکھاتی ہے خود
نیک راہوں پہ لوگوں کو لاتی ہے خود
سادگی کا تمہیں ٹھنڈا سایہ ملے
سادگی سے قناعت کا جذبہ بڑھے
ہو نہ حافظؔ دکھاوے کی اب سادگی
سادگی سے ہے کردار کی روشنی

صبر

صبر سے بنتا ہے زندگی کا مزاج
چاہیے صبر بچو وہ کل ہو کہ آج
صبر نبیوں نے کر کے دکھایا ہمیں
راہ پر سچ کی بچو چلایا ہمیں
صبر ہر لمحہ ولیوں کے ہمراہ تھا
صبر ہر درد کی ہے مؤثر دوا
صبرِ ایوبؑ کو یاد رکھنا سدا
صبر ہے بچو گویا خدا کی عطا
جو ہے صابر وہ رب کو بہت ہے پسند
صبر کا مرتبہ واقعی ہے بلند
صبر کا میٹھا ہوتا ہے پھل دوستو
صبر کے ساتھ ہر وقت چلتے رہو
صبر سے دل کو ملتا ہے حافظؔ سکوں
صبر سے میں جیوں صبر سے ہی مروں

قناعت

حاصل ہے اگر مال کرو خوب سخاوت
محروم اگر ہو تو کرو صبر و قناعت
تدبیر کو تقدیر کے ہمراہ کرو تم
مخلوق کے پر سامنے مت آہ کرو تم
راضی بہ رضا رہنا یہ مانا ہے قناعت
محنت کی مشقت کی ذرا ڈال لو عادت
کاہل نہ بنو ساتھ نہ کاہل کا کبھی دو
کوشش کو قناعت کے سدا ساتھ ہی جوڑو
تحقیق جو مطلوب ہو کیا شے ہے قناعت
تفسیر کیا تاریخ سے بھی مانگو شہادت
اوراقِ پریشاں بھی بتائیں گے یہ ہمدم
وہ کون تھے کیا چیز براہیمؒ بن ادہم[۱]
اک رات اٹھا دل میں وہ طوفانِ عبادت
سب چھوڑ دی حاصل تھی انہیں جو بھی حکومت

اللّٰہ رے وہ ذوقِ دروں شوقِ عبادت
موجودہ پہ وہ راضی ہوئے تھے بہ قناعت
اس طرح کئی قصۂ اصحابؓ و ولیؒ ہیں
ان سب سے بڑے اپنے رسولؐ عربی ہیں
پیغامِ شریعت ہی ہے حافظؔ کی نصیحت
دولت میں سخاوت ہو تو غربت میں قناعت

۱؎ شاہِ بلخ

ہمدردی

بھوکوں کو تم کھلاؤ
رب کی رضا کو پاؤ
اندھے کو رہ دکھاؤ
تسکینِ قلب پاؤ
بندے ہو گڑ گڑاؤ
دستِ دعا اٹھاؤ
بے کس کی لو دعائیں
بخشے گا وہ خطائیں
نیکی کی بات کہنا
ہمدرد بن کے رہنا
خدمت ہو خلق کی جب
ہوگا خدا بھی خوش تب
ہوں گے وہ پل خوشی کے
کام آؤ جب کسی کے

ہمدرد تھے نبیؐ جی
ذات ان کی آئینہ تھی
ہمدرد اولیا تھے
بے کس کے ہمنوا تھے
ہردم کرو بھلائی
ہوگی نہ پھر برائی
دکھیاروں کی دعا لو
جنت میں گھر بسالو
اللّٰہ سے ڈرو تم
خیرات بھی کرو تم
غیروں کے کام آؤ
دکھ اپنے بھول جاؤ
حافظؔ زماں کی خاطر
جینا جہاں کی خاطر

جِلدِ بدن

ایک نعمت ہے بچّو اپنا تن
صاف رکھنا ہمیشہ تن اور من
ہم نہا کر ہیں تندرست وحسیں
جِلد پر میل اپنے ہے ہی نہیں
ہیں نکل آتی نمکیات میاں
ہوتا ہے جلد سے پسینہ رواں
گرمی کو آئینہ دکھاتی ہے
جِلدسردی سے بھی بچاتی ہے
جلد چوپائے کی ہے جو اس کو
لوگ کہتے ہیں کھال اے بچو
جوتے بنتے ہیں چرم سے بچو
روز تم ان کو شوق سے پہنو
حسنِ پا ہی نہیں حفاظتؔ بھی
پنتھ اک اور دو کاج حافظؔ جی

ہاتھ

ہاتھ ہیں کام کرنے کی خاطر سنو
ہاتھ حرکت میں لاؤ مرے دوستو
ہاتھ کی ہے فضیلت بڑی اے میاں
ہاتھ ہیں واقعی دوستی کا نشاں
ہاتھ سے ہاتھ جب بھی ملایا کرو
دل سے ساری کدورت مٹایا کرو
ہاتھ دایاں ہمیشہ ہے سیدھا سنو
بائیں جانب سے افضل اسے تم کہو
ہاتھ کو صاف بچو ہمیشہ رکھو
ناخنوں کو ہمیشہ کترتے رہو
ہاتھ ہی سے ہے مربوط پامسٹری
یہ عجب فن ہے پڑھنا ذرا ہسٹری
ہاتھ رکھو گے تم جو سخی کی طرح
ہرسو پھیلوؔگے تم روشنی کی طرح
ہاتھ حافظؔ اٹھاؤ دعا کے لیے
بچوں کے دن بہ دن ارتقا کے لیے

پاؤں

پاؤں خدا کی نعمت ہیں
یہ انعامِ قدرت ہیں
یاد کرو تم عہدِ ماضی
خدمت کرتیں امی باجی
شہر سے آئے گاؤں سے آئے
چلتے ہم سب پاؤں سے آئے
فضلِ رب ہے پیر کا ملنا
منظر دیکھیں، سیر کو چلنا
قدر ہے جو پاؤں کی بچو
جا کر تم لنگڑوں سے پوچھو
کیسے بچپن میں تھے چلتے
دو قد چلتے پھر تھے گرتے
پھر اللّٰہ نے نعمت بخشی
اور چلنے کی قدرت بخشی

ناقدری مت ان کی کرنا
حق کی خاطر ان سے چلنا
حافظؔ کی تم مانو بچو
پاؤں میں اب جوتے پہنو

آنکھ

آنکھ اک کیمرے کی صورت ہے
زندگی کی اہم ضرورت ہے
آنکھ اللہ کی جو نعمت ہے
بے بدل یہ عظیم دولت ہے
ایک تصویر جب بھی تنتی ہے
پردۂ شبکہ پہ بنتی ہے
آنکھ ہے روشنی کا اک پیکر
ہم نے دیکھا ہے اس سے ہر منظر
آنکھ کو دھوتے رہنا اے بچو
پاک صاف اس کو رکھنا اے بچو
دے کے ٹھوکر جو آگے بڑھتے ہیں
آنکھ رکھتے ہیں پر وہ اندھے ہیں
دیکھ نیت ہمیشہ اچھی رکھ
حافظؔ اپنی نظر کو نیچی رکھ

کان

عُضوِ حِسّی ہے کان سننے کو
ہے زباں اس کی بات کہنے کو
کُرکُری ہڈیاں ہیں کانوں میں
تاکہ گونجے صدا اذانوں میں
جب کہیں سے صدا اک آتی ہے
کان سنتے زباں بتاتی ہے
کان سے ہے دماغ کا رشتہ
کان سے سنیے گا سخن اچھا
میری اس بات پر بھی کان دھرو
کان مالک کے تم کبھی نہ بھرو
کان رکھ کر بھی وہ جو بہرے ہیں
ایسے بہرے لعین ٹھہرے ہیں
یہ بھی قدرت خدا کی ہے حافظؔ
کان نعمت خدا کی ہے حافظؔ

دانت

منہ میں جتنے بھی دانت ہیں بچو
ہیں چبانے کے واسطے سن لو
صبح دانتوں کو مانجھنا بچو
کیڑے لگ جائیں نہ کہیں دیکھو
دانت وہ کتنے اچھے لگتے ہیں
جو کہ موتی کے جیسے ہوتے ہیں
دانت موتی سا جو بنانا ہو
یار مسواک پھر نہ ناغہ ہو
وِتھ بَرَش یارو روز پیُسٹ کرو
اپنے دانتوں کو تم نہ وِیُسٹ کرو
دانت کا درد ہو کبھی تم کو
ڈاکٹر کی صلاح لو بچو
جو بھی دانتوں کو صاف رکھتا ہے
کئی بیماریوں سے بچتا ہے
چاہو اَمْرَاض سے جو تم بچنا
قولِ حافظؔ پہ تم عمل کرنا

دل

مٹھی جتنا ہے یہ دل
سینہ جس کی ہے محفل
کل اس کے ہیں خانے چار
ہر لمحہ وہ دھڑکے یار
اس کے اوپر ہے جھلّی
گرمی کو ہے کم کرتی
شریانوں کیا شہ رگ سے
خون آتا ہے رَگ رَگ سے
ہم ہوتے ہیں ورزش میں
خون آتا ہے گردش میں
چربی مکھن مت کھانا
موٹا ہونے سے بچنا
حافظؔ یہ اک ہستی ہے
دل تن کا ہاں دلّی ہے

پہاڑے

(پہاڑوں میں بحروو‌زن کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔تمام پہاڑے نظم کے ایک آہنگ میں ہیں۔ بچوں کی افادیت کے لیے ایسا کرنا ہی پڑا۔)

دو ایکا دو
ہو ہو ہو
دو دونی چار
آؤ کھیلیں یار
دو تیا چھ
ہے ہے ہے
دو چوکے آٹھ
کرلو بھیا ٹھاٹھ
دو پنجے دس
کہہ دو بس
دو چھکے بارہ
چاند ستارا
دو ستے چو دہ
رہ سیدھا سادہ
دو اٹھے سولہ
تو نہیں بھولا
دو نواں اٹھارہ
کھل گیا چہرہ
دو دہائی بیس
نہ ہوئے ٹیس

دو کا پہاڑا

دو ایکا دو	۲×۱=۲
دو دونی چار	۲×۲=۴
دو تیا چھ	۲×۳=۶
دو چوکے آٹھ	۲×۴=۸
دو پنجے دس	۲×۵=۰۱
دو چھکے بارہ	۲×۶=۲۱
دو ستے چودہ	۲×۷=۴۱
دو اٹھے سولہ	۲×۸=۶۱
دو نواں اٹھارہ	۲×۹=۸۱
دو دہائی بیس	۲×۰۱=۰۲

تین ایکا تین
چل بھائی چین
تین دونی چھ
دھوکا نہ دے
تین تیا نو
چرتی ہے گاؤ
تین چوکے بارہ
وحدت ہے نعرہ
تین پنجے پندرہ
دل بنے سچا
تین چھکے اٹھارہ
رب ہے سہارا
تین ستے اکیس
روزے تیس
تین اٹھے چوبیس
دیکھو نرگس
تین نواں ستائیس
کھیلیں پکا پیس
تین دہائی تیس
دے دو فیس

تین کا پہاڑا

تین ایکا تین	۳×۱=۳
تین دونی چھ	۳×۲=۶
تین تیا نو	۳×۳=۹
تین چوکے بارہ	۳×۴=۲۱
تین پنجے پندرہ	۳×۵=۵۱
تین چھکے اٹھارہ	۳×۶=۸۱
تین ستے اکیس	۳×۷=۱۲
تین اٹھے چوبیس	۳×۸=۴۲
تین نواں ستائیس	۳×۹=۷۲
تین دہائی تیس	۳×۰۱=۰۳

چار ایکا چار
لانا اچار
چار دونی آٹھ
پڑھ نیا پاٹھ
چار تیا بارہ
چڑھ گیا پارہ
چار چوکے سولہ
آگ کا شعلہ
چار پنجے بیس
ہوں میں رئیس
چار چھکے چوبیس
گو گو آفس
چار ستے اٹھائیس
رِیڈ او بوائس ؎
چار اٹھے بتیس
مت پڑھو جوتش
چار نواں چھتیس
پڑھ لے سائنس
چار دہائی چالیس
کھل گیا آفس

چار کا پہاڑا

چار ایکا چار	۴×۱=۴
چار دونی آٹھ	۴×۲=۸
چار تیا بارہ	۴×۳=۲۱
چار چوکے سولہ	۴×۴=۶۱
چار پنجے بیس	۴×۵=۰۲
چار چھکے چوبیس	۴×۶=۴۲
چار ستے اٹھائیس	۴×۷=۸۲
چار اٹھے بتیس	۴×۸=۲۳
چار نواں چھتیس	۴×۹=۶۳
چار دہائی چالیس	۴×۰۱=۰۴

؎ Read O! boys

پانچ ایکا پانچ
سچ کو نہیں آنچ
پانچ دونی دس
پھولوں کا رس
پانچ تیا پندرہ
ایک ہے اللّٰہ
پانچ چوکے بیس
بولو نہ تیس
پانچ پنجے پچیس
بریک دی آئس ؎
پانچ چھکے تیس
میں ہوں انیس
پانچ ستے پینتیس
کپڑے نہ گھس
پانچ اٹھے چالیس
گھی لا خالص
پانچ نواں پینتالیس
خوب کرو کوشش
پانچ دہائی پچاس
گائے نے کھائی گھاس

پانچ کا پہاڑا

پانچ ایکا پانچ	۵×۱=۵
پانچ دونی دس	۵×۲=۰۱
پانچ تیا پندرہ	۵×۳=۵۱
پانچ چوکے بیس	۵×۴=۰۲
پانچ پنجے پچیس	۵×۵=۵۲
پانچ چھکے تیس	۵×۶=۰۳
پانچ ستے پینتیس	۵×۷=۵۳
پانچ اٹھے چالیس	۵×۸=۰۴
پانچ نواں پینتالیس	۵×۹=۵۴
پانچ دہائی پچاس	۵×۰۱=۰۵

؎ Break the Ice

چھ ایکا چھ
ہوم ورک لے
چھ دونی بارہ
دارے دارے دارا
چھ تیا اٹھارہ
پانی ہے کھارا
چھ چوکے چوبیس
بچے ہیں بے حس
چھ پنجے تیس
برفی کا پیس
چھ چھکے چھتّیس
میں ہوں نفیس
چھ ستے بیالیس
آٹا ہے خالص
چھ اٹھے اڑتالیس
ہے میرا وارث
چھ نواں چوّن
واہ میرا بچپن
چھ دہائی ساٹھ
مان اچھی بات

چھ کا پہاڑا

چھ ایکا چھ	۶×۱=۶
چھ دونی بارہ	۶×۲=۲۱
چھ تیا اٹھارہ	۶×۳=۸۱
چھ چوکے چوبیس	۶×۴=۴۲
چھ پنجے تیس	۶×۵=۰۳
چھ چھکے چھتیں	۶×۶=۶۳
چھ ستے بیالیس	۶×۷=۲۴
چھ اٹھے اڑتالیس	۶×۸=۸۴
چھ نواں چوّن	۶×۹=۴۵
چھ دہائی ساٹھ	۶×۰۱=۰۶

سات ایکا سات
ہاتھ میں ہاتھ
سات دونی چودہ
تم کرو وعدہ
سات تیا اکیس
پہنو قمیص
سات چوکے اٹھائیس
آ گئی مس
سات پنجے پینتیس
واٹ اِز دِس؟
سات چھکے بیالیس
دودھ دے خالص
سات سَتے انچاس
کر دو نا پاس
سات اٹھے چھپّن
دے دو مکھن
سات نواں ترسٹھ
چھوڑ دے کھٹ پٹ
سات دہائی ستر
حافظ لاؤ جنتر

سات کا پہاڑا

سات ایکا سات	۷×۱ = ۷
سات دونی چودہ	۷×۲=۴۱
سات تیا اکیس	۷×۳=۱۲
سات چوکے اٹھائیس	۷×۴=۸۲
سات پنجے پینتیس	۷×۵=۵۳
سات چھکے بیالیس	۷×۶=۲۴
سات ستے انچاس	۷×۷=۹۴
سات اٹھے چھپّن	۷×۸=۶۵
سات نواں ترسٹھ	۷×۹=۳۶
سات دہائی ستر	۷×۰۱=۰۷

What is this؟

آٹھ ایکا آٹھ
گنگا گھاٹ
آٹھ دونی سولہ
آؤ جھولیں جھولا
آٹھ تیا چوبیس
قیمہ پیس
آٹھ چوکے بتّیس
کھاؤ فش
آٹھ پنجے چالیس
جاکر دیکھو پیرس
آٹھ چھکے اڑتالیس
چکّی میں پیس
آٹھ ستے چھپّن
پیار کا آنگن
آٹھ اٹھے چونسٹھ
لے لو جھٹ پٹ
آٹھ نواں بہتّر
آؤ نا اصغر
آٹھ دہا ئی اَسی
جھولے کی رسی

آٹھ کا پہاڑا

آٹھ ایکا آٹھ	۸ ×۱ = ۸
آٹھ دونی سولہ	۸×۲=۶۱
آٹھ تیا چوبیس	۸×۳=۴۲
آٹھ چوکے بتیس	۸×۴=۲۳
آٹھ پنجے چالیس	۸×۵=۰۴
آٹھ چھکے اڑتالیس	۸×۶=۸۴
آٹھ ستے چھپن	۸×۷=۶۵
آٹھ اٹھے چونسٹھ	۸×۸=۴۶
آٹھ نواں بہتّر	۸×۹=۲۷
آٹھ دہائی اسی	۸×۰۱=۰۸

نو ایکا نو
نو نو نو
نو دونی اٹھارہ
پیارا پیارا چہرہ
نو تیا ستائیس
آگئی پولس
نو چوکے چھتّیس
نہ کرو نالش
نو پنجے پینتالس
چوزے ہیں چالیس
نو چھکے چوّن
شبنم گلشن
نو ستے ترسٹھ
نہ کرو کھٹ کھٹ
نو اٹھے بہتر
آؤ جی بوذر
نَو نواں اکیاسی
نا کھاؤ باسی
نو دہائی نوے
میرے ابو آئے

نو کا پہاڑا

نو ایکا نو	۹×۱ = ۹
نو دونی اٹھارہ	۹×۲=۸۱
نو تیا ستائیس	۹×۳=۷۲
نو چوکے چھتیس	۹×۴=۶۳
نو پنجے پینتالیس	۹×۵=۵۴
نو چھکے چوّن	۹×۶=۴۵
نو ستے ترسٹھ	۹×۷=۳۶
نو اٹھے بہتّر	۹×۸=۲۷
نو نواں اکاسی	۹×۹=۱۸
نو دہائی نوے	۹×۰۱=۰۹

دس ایکا دس
کہہ دونا بس
دس دونی بیس
کپڑے کا پیس
دس تیا تیس
تم ہو انیس
دس چوکے چالیس
کر جوتے پالش
دس پنجے پچاس
علم کی پیاس
دس چھکے ساٹھ
دریا کا گھاٹ
دس ستے ستّر
ناچ رے بندر
دس اٹھے اسّی
تھام لے رسی
دس نواں نوے
رن یو آن وے[1]
دس دہائی سو
وی ٹائرڈ[2] ناؤ

دس کا پہاڑا

دس ایکا دس	۰۱ = ۰۱×۱
دس دونی بیس	۰۱×۲=۰۲
دس تیا تیس	۰۱×۳=۰۳
دس چوکے چالیس	۰۱×۴=۰۴
دس پنجے پچاس	۰۱×۵=۰۵
دس چھکے ساٹھ	۰۱×۶=۰۶
دس ستے ستر	۰۱×۷=۰۷
دس اٹھے اسی	۰۱×۸=۰۸
دس نواں نوے	۰۱×۹=۰۹
دس دہائی سو	۰۱×۰۱=۰۰۱

1. Run you on way

دائرہ

حسین قوسین کا مجموعہ سا ہے
کہ بچو گول ہے جو دائرہ ہے
قطر سے بنتے ہیں دو حصے اس کے
ہیں چھتری کی طرح دو حصے اس کے
خطِ قاطع ہے کرتا قطع اس کو
دو حصّوں میں جدا ہے کرتا اس کو
احاطہ اس کا دوپائی آر جانو
اہم جُز ہے جیومٹری کا یہ مانو
کئی نصفِ قطر ہیں دائرے میں
کئی قوسوں کے گھر ہیں دائرے میں
مہارت ہر طرح خاکوں کی سیکھو
بناؤ دائرے کاغذ پہ بچو
کہو حافظؔ یہ کیسا ماجرا ہے
کہ جیون دائرہ در دائرہ ہے

خطِ مستقیم

نقطے اک خط میں ہوتے ہیں
تو سیدھا خط وہ بنتے ہیں
سیدھا خط سیدھا ہوتا ہے
قطع یہ ہر خِط کو کرتا ہے
خط سے مُثلَّث بنتا ہے
خط سے مُرَبَّع بنتا ہے
نِصف قُطُر بھی خط ہے بچو
وتر بھی ہے خط ہاں تم دیکھو
خط سے زاویے بنتے ہیں دیکھو
خط کے فائدے بچو جانو
نیکی کا رستہ اپناؤ
سیدھے خط پر چلنا سیکھو
حافظؔ سیدھا خط ہے اپنا
اس سے ہٹ کر تم مت چلنا

مستطیل

چار ضِلعُوں سے اس کا داماں ہے
طُول اور عَرض غیر یکساں ہے
وتر دو اس کے بھی ہیں اے بچو
نوِّے ڈگری پہ کٹتے ہیں دیکھو
ضَرب دو طول و عرض کو بچو
رقبہ پھر اس کا پاؤ گے دیکھو
طول دو، عرض دو جمع کرلو
پا ہی جاؤگے خود احاطے کو
چھوٹے چھوٹے سے اس کو رقبوں میں
کاٹ سکتے ہو تم مربعوں میں
گو کہ چھوٹا ہے یہ جسامت میں
اہمیت اس کی ہے مساحت میں
تم بھی حافظؔ یہ مشق کرلو اب
مستطیلوں کے خاکے کھینچو اب

مُثلّث

تین ضِلعُوں کا خاکہ ہے یہ
ایک تکونی چہرا ہے یہ
زاویے تین ہیں اس کے دیکھو
اک سو اسی ڈگری بچو
راس بھی تین ہیں اس کے دیکھو
کاغذ پر تم اس کو کھینچو
پٹری اور پرکار کو لے لو
ایک مثلث بچو بناؤ
ہر خاکے میں پوشیدہ ہے
یعنی اس کا جو چہرہ ہے
علم کے ہر اک شعبہ میں ہے
سائنس کے ہر حصہ میں ہے
حافظؔ جھومو تم مستی میں
اس کی قدر ہے جیومٹری میں

مُرَبّع

چار ضلعوں کا یہ جو خاکہ ہے
دیکھو بچو یہی مربع ہے
اس کا ہر زاویہ ہے نوّے کا
جو نظر آتا ہے ستوں جیسا
چاروں ضلعے مساوی ہوتے ہیں
چوکھٹے کی طرح یہ لگتے ہیں
وتر دو کا ہے بیچ میں منظر
قطع ہوتے ہیں جو عمودوں پر
اس میں ہیں واقعی مثلث چار
ہاں مگر ہیں سبھی مساوی یار
جمع کرکے جو دیکھو تم ضلعے
خود ہی اس کا احاطہ پاؤگے
دو ضلعوں کو ضرب اگر دوگے
اس کے رقبے کو بچو پاؤگے
حرف حافظؔ تخلّص کے اَربع ہیں
چار چار حرف اک مربع ہیں

عید اب مجھ کو بتادے تو یہاں کیوں آئی

دل سے مٹتے نہیں گجرات کے زخموں کے نشاں
بجھ گئی آگ فضاؤں میں ہے دنگوں کا دھواں
امن کی فاختہ گم ہوگئی اب جانے کہاں
لے کے ساتھ اپنے ابھی خوابِ جواں کیوں آئی
عید اب مجھ کو بتادے تو یہاں کیوں آئی

سرحدوں پر ابھی دہشت کا دھواں اٹھتا ہے
شور تو اب بھی بغاوت کا یہاں اٹھتا ہے
اشک بن بن کے کوئی کربِ نہاں اٹھتا ہے
بن کے مایوس اندھیروں کا نشاں کیوں آئی
عید اب مجھ کو بتادے تو یہاں کیوں آئی

کیا مٹے گا نہ اثر زہرِ تعصب کا ابھی

ظاہراً امن ہے کیوں فرقہ پرستی نہ گئی
ہم پہ قائم ہے یہاں مشقِ ستم آج وہی
لے کے اخباروں میں خوں ریز بیاں کیوں آئی
عید اب مجھ کو بتادے تو یہاں کیوں آئی

نہ پوچھ کیسے یتیموں کی عید ہوتی ہے

خوشی بھی آنسو بہاتی ہوئی جو آتی ہے
نشاط و عیش کا مژدہ کہاں سناتی ہے
جو عید آتی ہے آنسو ہزار لاتی ہے
ہر ایک لمحہ خوشی سے بعید ہوتی ہے
نہ پوچھ کیسے یتیموں کی عید ہوتی ہے

نہ غیر کا نہ ہی ماں باپ کا سہارا ہے
نہ کوئی سچا سہارا نہ کوئی پیارا ہے
جو آنسو آنکھ میں آتا ہے وہ شرارہ ہے
جو غم کی لے ہے وہ کتنی شدید ہوتی ہے
نہ پوچھ کیسے یتیموں کی عید ہو تی ہے

جو اہلِ خیر ہیں جنت میں گھر بناتے ہیں
سخاوتوں سے وقار اپنا وہ بڑھاتے ہیں
کمانا آتا ہے نیکی بہت کماتے ہیں

ہر ایک عید بھی جیسے وعید ہوتی ہے
نہ پوچھ کیسے یتیموں کی عید ہوتی ہے

طرب کا ساز ادھورا کہ نغمے جھوٹے ہیں
لبوں پہ سچ ہے کہاں سب ارادے جھوٹے ہیں
دکھاوے کی ہے تسلی دلاسے جھوٹے ہیں
خوشی کے جام میں غم کی کشید ہوتی ہے
نہ پوچھ کیسے یتیموں کی عید ہوتی ہے

یہ جان لو کہ محمد یتیم تھے لوگو
مگر یتیموں کے ہر دم ندیم تھے لوگو
ہر اک یتیم پہ بے حد کریم تھے لوگو
اگر ہے عید تو کس کو نوید ہوتی ہے
نہ پوچھ کیسے یتیموں کی عید ہوتی ہے